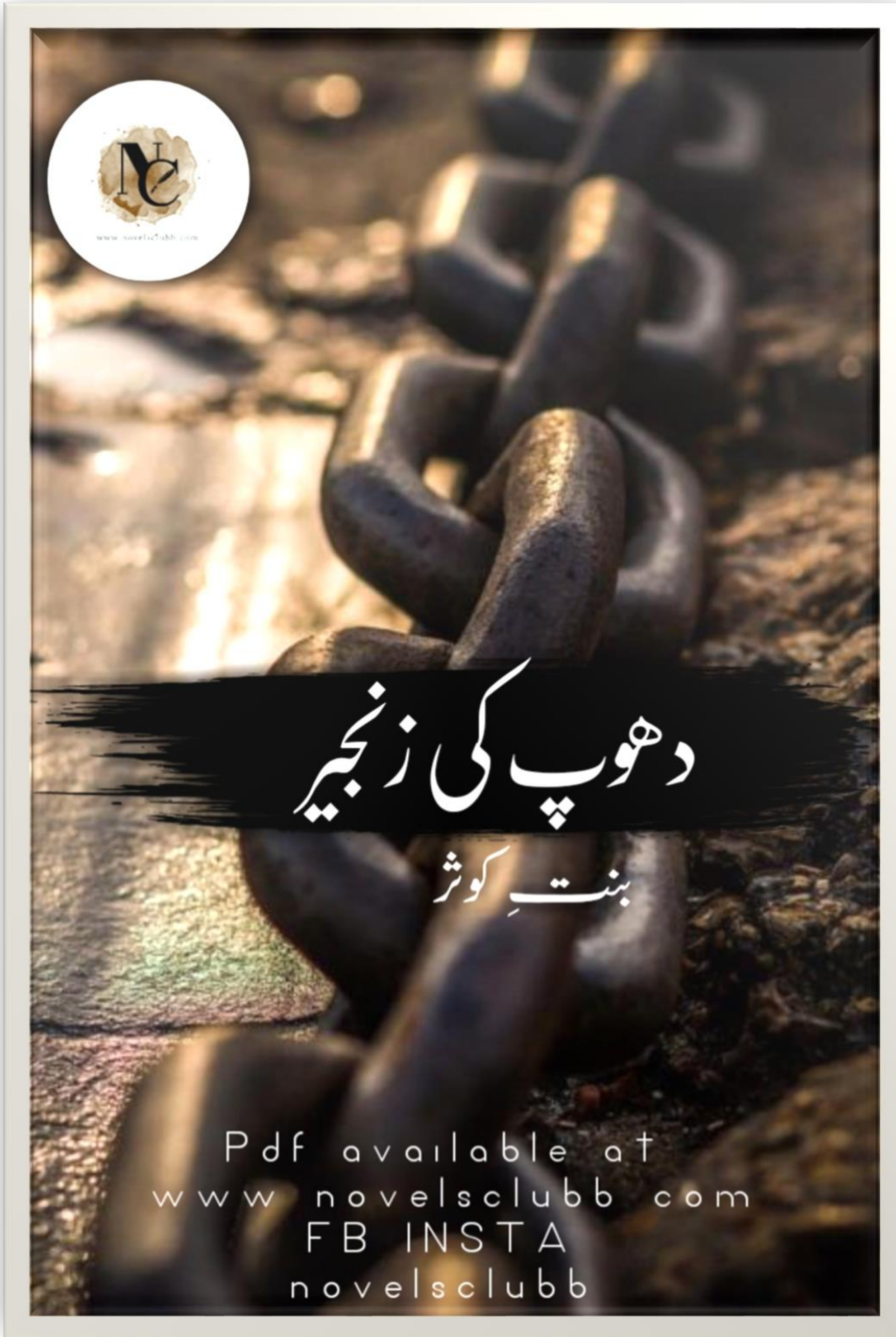
دھوپ کی زنجیر
بنتِ کوثر
Pdf available at
www novelsclubb com
FB INSTA
novelsclubb

# السلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

# دھوپ کی زنجیر

از

بنتِ کوثر

www.novelsclubb.com

زندگی، ایک رنگین موسیقی ہے

جو دلوں میں لہراتی ہے

ہر لحظہ نئی کہانی بناتی ہے

زندگی، ایک امتحان ہے

جس میں ہمیں موازنہ کرنا ہوتا ہے

www.novelsclubb.com

ناکامیوں سے ہمیں گزرنا ہوتا ہے۔

زندگی، ایک گلستان ہے

جس میں خوشبوئیں بکھرتی ہیں

سختیوں کے بعد خوشیاں ملتی ہیں

زندگی، ایک سفر ہے

جس میں ہم راہی ہوتے ہیں

ہر منزل کو پانے کی تلاش میں

زندگی، ایک چراغ ہے

جو روشنی گھر میں لاتی ہے

www.novelsclubb.com

اندھیرے کو دور بھگاتی ہے

زندگی، ایک ادا ہے

جو خوبصورتی کو آگے لاتی ہے

مسرتوں کے لبوں پر مسکان لاتی ہے

زندگی، ایک راز ہے

جو خود کو پیش کرتی ہے

احساسوں کو محفوظ رکھتی ہے

زندگی، ایک خواب ہے

www.novelsclubb.com

جو آنکھیں کھولنے سے پہلے

ہمیں لذتوں کا جنوں دیتی ہے

زندگی، ایک عشق ہے

جس کی لطافت میں ہم بہکتے ہیں

ہمیشہ اس کی خوبیوں میں رہتے ہیں

زندگی، ایک شعر ہے

جس میں ہم کوشیں لکھتے ہیں

احساسوں کو بے انتہا بیان کرتے ہیں

www.novelsclubb.com

گہری کالی رات عالم جہاں پہ چھائی ہوئی تھی۔

گرمی اپنے جوبن پہ تھی۔ بارشوں کا موسم تھا بارش ہوتی تھی تو زمین واسیوں کے دل پہ ٹھنڈک اترتی تھی لیکن وہیں جب تڑکتی دھوپ نکلتی تو بدن میں کانٹے سے چبھنے لگتے تھے۔ دن بھر کے تپتے سورج نے جب آسمان پہ چاند ستاروں کو چمکنے کی مہلت دی تو ماحول میں کچھ حبس کا احساس کم ہوا۔ ایسے میں یہ ایک گھر کے اندھیر مگر خاموش کمرے کا منظر تھا۔ کمرے میں گہری خاموشی کا راج تھا۔

گھپ اندھیرا محض بیڈ سائیڈ جل رہے لیمپ کی روشنی تھی۔ باہر سیاہ آسمان اور چاند کی چمکتی روشنی اور بالکونی میں بیٹھا وہ وجود باہر سڑک پہ آتی جاتی اپنے آپ میں مصروف دنیا کو دیکھ رہا تھا۔ کافی کا کپ ہاتھ میں لیے ان گنت سوچوں کا انبار لیے الجھا ہوا بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھیں اس وقت حزن کی تھکاوٹ لیے جھکی ہوئیں تھیں۔ پیشانی پہ شکنوں کا جال اور چہرے پہ چھائی تکلیف وہ کہیں سے بھی ایک نارمل انسان نہیں لگ رہا تھا۔ گھونٹ گھونٹ کافی کے کڑوے گھونٹ حلق سے اتارتے وہ مسلسل اپنی ایک ٹانگ کو ہلا رہا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے وقت نے اس شخص

www.novelsclubb.com

کو بڑی گہری تکلیف سے دوچار کیا ہے۔ کوئی بھی شخص اسے دیکھ کر بتا سکتا تھا کہ اس کے سینے میں موجود دل اب اپنی رفتار سے کم میں دھڑک رہا ہے۔ یوں جیسا وہ بھی تھک گیا ہو۔ اپنے آپ سے لڑتے!

دنیا سے لڑتے!!

دنیاداری سے لڑتے!!

اور دنیا کے جابر حکمرانوں سے لڑتے!!

معاً وہ چونک کر سیدھا ہوا۔ وجہ وہ آہٹ تھی۔ ہلکا سی گردن موڑی تب تک کمرے کی دہلیز پہ کسی کا سایہ نمودار ہوا تھا۔ خاموشی سے وہ نووارد کے بولنے کا انتظار کرنے لگا۔

"سر میڈم آفاقی تشریف لا چکی ہیں۔ ان کو ڈرائینگ روم میں بٹھا دیا گیا ہے۔"

www.novelsclubb.com

سر کے اشارے سے اسے جانے کا بول کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ بلیک کوٹ اور بلیک ڈریس پینٹ میں ملبوس وہ اونچے لمبے قد اور بھورے پیشانی پہ بکھرے بالوں کے ساتھ وہ سنجیدہ مگر گہری آنکھیں جن کو دیکھ کر محسوس ہوتا تھا کہ شاید کبھی یہ زندگی سے بھرپور آنکھیں بھی مسکراتی تھیں۔

مضبوط چال چلتا ہوا وہ کمرے سے نکل کر سیڑھیاں اترتا ہوا ایک لمبی راہداری عبور کر کے ڈرائینگ روم میں آیا تھا۔ پورے گھر میں صرف اس کے سیاہ بوٹوں کی دھمک تھی جو پورے ویرانے میں گونج رہی تھی۔ دفعتاً وہ ایک دروازے کے سامنے رکا اور ہلکا سا ہاتھ سے دروازہ کھول کر گہری سانس بھر کر اندر داخل ہو گیا۔

www.novelsclubb.com

سامنے ہی تھری سیٹر صوفے پہ بیٹھی شخصیت اس کو دیکھ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔ تب تک وہ نزدیک پہنچ چکا تھا۔

ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دیتا وہ انہیں بیٹھنے کا کہہ کر خود بھی بیٹھ چکا تھا۔

"اب کیسا ہے وہ" ایک مختصر خاموشی کے بعد سامنے بیٹھی پر وقار شخصیت نے سوال داغا۔

"جیسا پچھلے ایک سال ہے۔اس کی حالت میں کچھ سدھار نہیں ہے۔"

"لیکن پچھلی بار تو اس کی طبیعت میں کچھ بہتری محسوس کی تھی میں نے، پھر اب یہ پینک اٹیک کیسے۔"

"میں نہیں جانتا یہ پینک اٹیک اسے کیوں آتے ہیں۔ لیکن میں اسے اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا۔"

"آپ فکر نہیں کریں۔ میں دیکھتی ہوں۔" وہ دوستانہ آواز میں کہہ رہی تھی۔

"لیکن اس سے پہلے مجھے بتائیں کہ کل کوئی ایسی خاص بات ہوئی یا کچھ ایسا جو غیر معمولی ہو"

سامنے والا ان کی بات پہ سوچ میں پڑ گیا۔

"نہیں کل تو وہ سارا دن میرے ساتھ تھا۔میں نے اسے ایک منٹ کے لیے بھی اکیلا نہیں چھوڑا!بس کچھ دیر کے لیے میں۔۔۔۔۔"وہ یکدم ٹھہرا،رک گیا۔مس آفاقی جو اس کی بات غور سے سن رہی تھیں اسے دیکھنے لگیں۔

"لیکن۔۔۔۔!انہوں نے زور دیا۔

"کچھ نہیں آپ اس سے مل لیں۔۔آئیں۔!یکدم سپاٹ لہجے میں کہتے اپنا کوٹ درست کرتے وہ اسے لے کر باہر کی جانب بڑھ گیا۔

کچھ دیر بعد وہ لوگ ایک کمرے میں داخل ہوئے تھے جہاں بیڈ پہ آنکھیں کھولے ایک شخص چت لیٹا تھا۔کمرے میں مکمل روشنی تھی۔

عمر میں وہ چھبیس سال کا کوئی نوجوان لگتا تھا۔آہٹ پہ بھی اس شخص کی پوزیشن میں کوئی فرق نہ آیا۔وہ دونوں نارمل چلتے ہوئے آگے آئے۔

www.novelsclubb.com

مس آفاقی غور سے اسے دیکھ رہی تھیں پچھلے ہفتے ہی تو وہ اس سے مل کر گئی تھیں ۔تب وہ کچھ حد تک صحت مند تھا۔رسپانس دے رہا تھا۔لیکن کل کے مقابلے میں آج اس شخص کے چہرے اور آنکھوں سے جھلکتا ملال ان دونوں کو اداس کر گیا۔

"ہیلو!!!کیسے ہو۔۔۔"وہ اس کے سامنے آتے ہوئے خوشدلی سے بولی تھی لیکن سامنے والے نے بغیر پلک جھپکے کوئی حرکت نہیں کی تھی۔

"دیکھو گھبراؤ نہیں۔میں تو تمہاری دوست ہوں ناں۔مجھ سے بات کرو"اس کے چہرے پہ جھلکتے ڈر اور پریشانی کو دیکھتے وہ اسے پیار اور نرمی سے بلانے لگی۔ایسے جیسے کسی ننھے بچے کو پچکارا جاتا ہے۔

"یہ کچھ بول کیوں نہیں رہا ہے؟؟اب کے مس آفاقی نے چشمہ اتارتے ہوئے اس شخص کو دیکھ کر پوچھا تھا جو دونوں بازو سینے پہ باندھے،جوت کی نوک سے فرش کھرچتے تب سے سر جھکائے شاید اپنے چہرے کے جذبات چھپانے کے لیے کوشاں تھا۔اس کی بات پہ سر اٹھایا۔

www.novelsclubb.com

"نہیں جانتا۔" یک لفظی جواب آیا یا تو جانتا نہیں تھا یا صرف بتانا نہیں چاہتا تھا۔ مس آفاقی نے کندھے اچکائے تو وہ پھر کمرے سے نکل گیا۔ وہ جانتا تھا کہ اب مس آفاقی کا اس بستر پہ پڑے جان سے پیارے شخص کے ساتھ لمبا سیشن ہو گا ۔اسے مس آفاقی پہ بھروسہ تھا کہ وہ اسے کچھ وقت میں دوبارہ پہلے جیسا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گی۔

★★★★★★★

دل کا دَرد ہے یہ اداسی کی شدت

رنگ ہارے دل کو ہے اندھیرے کی رات

کھچاک کھچاک بجتی ہے ہر قدم پہ تصادم

جلتے ہیں لب پہ روشنیوں کے تماشے کی رات

www.novelsclubb.com

آہستہ سے گلابوں کی خوشبو پھیلتی ہے

دل میں خزاں کا جوش، محبت کی سرابی رات

رستے رستے بکھریں ہیں چھوڑے ہوئے خواب

تکلیفوں کی لہریں اداسی کی لالی رات

دل میں چُبھتا ہے ایک تیرے نام کا درد

دیکھوں جہاں بھی، بس تیرے ہی چھاؤں کی رات

www.novelsclubb.com

منظر اب بدل چکا تھا۔ صبح سے شام ڈھل چکی تھی۔ لیکن سوگواریت ہر سو تھی۔اس کی خوبصورت آنکھیں اس وقت حزن کے بوجھ سے ویران تھیں۔ناجانے یہ کسی تکلیف کے سبب تھا یا موسم کے قہر کے سبب۔!! یکدم موسم

بدلا تھا اور بارش نے موسم کی سوگواریت کو مزید بڑھا دیا تھا۔ ہر طرف جل تھل ہو گیا تھا۔

ہر چیز سے بے نیاز وہ وہ شخص اس وقت قبرستان کی حدود میں کھڑا بارش کی بوندوں میں بھیگتا جل تھل ہو رہا تھا۔

اس کی آنکھوں میں ہمہ وقت رہتی تپش کے باعث آنکھیں مزید سرخ ہوتی جل رہی تھی۔ بارش کی یخ بوندیں بھی اس کے اندر کی آگ کو بجھانے میں ناکام تھی۔

ایک عجیب سا رشتہ تھا اس کا اس بارش سے,ان بارشوں نے جب جب زمین کو جل تھل کیا تھا اس کے اندر کے تکلیف کے لاوے کو مزید بھڑکا دیا تھا۔

"مسٹر ملک بہت ٹائم ہو گیا ہے۔ آپ کو چلنا چاہیے"

عقب سے کسی اور وجود کی ڈھارس بندھاتی آواز سے اس کے وجود میں جنبش ہوئی تھی اور سامنے بنی قبر کے کتبے کے نظر ہٹا کر مڑا تھا۔

سامنے والے کو اس اجڑی حالت میں دیکھ کر اس کی آنکھوں میں سرخائی گھلی تھی۔ وہ اس بے رحم بارش میں بھیگتا بہت اجڑا ہوا، بکھرا ہوا معلوم ہو رہا تھا۔

"آپ یہاں پہ کیوں آئی ہیں مس" خود کو مضبوط کیے ہاتھ کی پشت سے اپنی گال کو رگڑے وہ چلتا ہوا اس کے قریب آیا جو خود بھی برستی بارش میں بھیگتی اس کو دکھ سے دیکھ رہی تھی۔

"آپ کی گاڑی راستے میں کھڑی دیکھی تو چلی آئی۔" وہ ایک نظر کتبے پہ کنندہ نام کو دیکھ کر ٹھٹھکی تھی۔ وجہ وہ نام نہیں بلکہ وہ عمر تھی جو نام کے نیچے درج تھی۔ پھر سے اس کی جانب متوجہ ہوئی تھی۔

www.novelsclubb.com

"کون ہیں یہ۔" اس کو دیکھ کر سوال پوچھا تو ان آنکھوں میں لمحہ بھر کے لیے کچھ چھلکا کوئی جانا پہچانا تاثر۔ اس شخص کی آنکھوں میں کچھ تو خاص تھا جیسے سب کچھ بھسم کرنے کا ارادہ کیا ہو۔

"میں بتانا ضروری نہیں سمجھتا۔۔ چلیں یہاں سے۔کافی ٹائم ہو گیا ہے۔"اس کی بات پہ کو اگنور کیے وہ وہاں سے آگے بڑھ گیا۔

"میں نہیں جانتی آپ کے ساتھ کیا مسئلہ ہے۔لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ ماضی میں کچھ تو ہوا جس نے آپ کو اتنا سخت دل بنا دیا ہے۔"اس کی پشت کو تکتی وہ اس کے پیچھے چل دی۔

★★★★★★★★

www.novelsclubb.com

شام کا گہرا ملگجا اندھیرا پھیل چکا تھا۔سگریٹ کو انگلیوں میں دبائے وہ کرسی پہ بیٹھا مسلسل سامنے نظر ٹکائے بیٹھا تھا۔پولیس یونیفارم میں اس کی چمکتی گرے آنکھیں اس کی پرسنالٹی کو مزید نکھار رہی تھیں۔وردی کے اوپر اے ایس پی انسپیکٹر مراد ملک کا بیج پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا۔

اس وقت وہ اپنے آفس میں بیٹھا تھا جب ناک کر کے کانسٹیبل اندر داخل ہوا تھا۔

"سر باہر کوئی عورت آپ سے ملنا چاہتی ہیں۔اندر بھیج دوں۔"

"بھیجو۔۔۔"سوچوں کے گرداب سے نکلتا سیگریٹ ایش ٹرے میں مسلتا اور سیدھا ہو کر بیٹھا۔ایک عورت اسی وقت دروازے سے نمودار ہوئی تھی۔

دیکھنے میں کسی امیر کبیر گھرانے سے تعلق دیکھتا تھا۔

"السلام علیکم اے ایس پی صاحب۔۔میں آج آپ سے بہت ضروری بات کرنے آئی ہوں۔"اندر آتے ہوئے وہ پراعتمادی سے اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھیں۔

"جی بیٹھئے اور کہیے کیا بات ہے۔۔۔"وہ ان کو سامنے والی کرسی کی جانب اشارہ کرتے بولا۔

وہ بیٹھ گئی تو بولی۔

"میں کچھ ثبوت دکھانے آئی ہوں آپ کو۔" وہ ایک نظر اس کے خوبرو چہرے کو دیکھتے ہوئے کہنے لگیں۔ آخر برسوں سے اسے اپنے حق کے لیے لڑتے دیکھ رہی تھی۔ کبھی ٹی وی تو کبھی عدالتوں میں!

"میں سے ثبوت اور کس کے خلاف۔۔" وہ چونکا ان کے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ وہ چونک گیا۔ ناجانے کیوں وہ چہرہ جانا پہچانا لگا تھا۔

"میں چیف منسٹر زاویار علی خان" کے خلاف ثبوت لے کر آئی ہوں، امید ہے یہ ثبوت تمہارے کیس کے میں معاون ثابت ہوں گے بیٹا۔۔۔" اچانک ان کا لہجہ بھرا گیا۔ جبکہ نام سن کر وہ جہاں تھا تھم گیا۔ یہ نام کیسے بھول سکتا تھا وہ یہی وہ نام تھا جو اسے یاد تھا۔ وہ عورت اب ایک فائل نکال کر اسے دے رہی تھیں اور ساتھ ساتھ کچھ بول رہی تھیں۔ کب اس کے ہاتھوں نے وہ فائل پکڑی کب وہ عورت گئیں اور وہ نئے ہونے والے انکشافات سن کر وہیں بیٹھا رہ گیا تھا۔ کچھ ہوش باقی نہ رہا تھا۔

★★★★★★★★★

ایک نئی صبح اتر چکی تھی۔ لیکن دن آج بھی سوگوار تھا۔ پولیس اسٹیشن سے فارغ ہونے کے بعد اس نے گھر واپسی کا سفر شروع کیا۔

لگ بھگ بیس منٹ کی ڈرائیو کے بعد اس کی گاڑی ملک حویلی کے مین گیٹ سے اندر داخل ہوئی تھی۔ وہ اپنی جیپ سے باہر نکلا اور ایک آزردہ نگاہ اس حویلی پہ ڈالی۔ پھر سر جھٹک کر قدم اندر کی جانب بڑھائے لیکن اس سے پہلے ہی ایک ملازم اندر سے بھاگتا ہوا آیا تھا۔

"صاحب وہ چھوٹے صاحب کو پھر سے دورہ پڑا ہے۔۔" اس نے ہانپتے ہوئے کہا تو وہ لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا سیڑھیاں پھلانگ کر کمرے میں داخل ہوا تھا لیکن اندر کا منظر دیکھ کر اس کی آنکھوں میں لہو چھلک پڑا تھا۔

کمرے کی ہر چیز بکھری پڑی تھی، یوں، ڈیکوریشن پیس سب ٹوٹ کر فرش پہ بکھرے پڑے تھے۔ اور وہ خود بیڈ پہ دو ملازموں کے قبضے بن پانی کے مچھلی کی

طرح تڑپ رہا تھا۔ان لوگوں نے اسے بازواور ٹانگوں سے پکڑ کر قابو کیا ہوا تھا۔

اس کی چیخ وپکار نے جیسے اس کے زخموں کو پھر سے ادھیڑ دیا ہو۔یوں تھا جیسے سب

ہار بیٹھا ہو۔

یہ اس ہفتے میں اسے دوسرا اٹیک تھا۔اس کی آنکھوں میں تکلیف امڈی اور قریب آ

کر ملازموں کو جانے کا اشارہ کیا اور خود اس کے پاس بیٹھا۔

"داران میری جان!! میرے بھائی یہاں دیکھو۔۔میں آ گیا ہوں ناں۔۔۔کیا ہوا"

اس اپنے بازوؤں میں قابو کیے وہ حد درجہ اپنی آواز کو قابو کیے نرمی سے بولا۔

"نہیں۔نہیں۔چلے جاؤ۔سب چلے جاؤ۔۔مجھے مر جانے دو۔۔۔مر جانے

دو۔سب مر جاؤ۔۔"چیخ چیخ کر آواز پھٹ چکی تھی۔وہ اس سے اپنا آپ چھڑاتے

دور جانا چاہتا تھا۔

"داران۔۔میری بات سنو۔کالم ڈاؤن ہاں۔۔چپ کر جاؤ۔میں ہوں ناں

تمہارے پاس۔چپ ہو جاؤ شاباش۔معاف کر دے مجھے، تیری ہر تکلیف دور

کروں گا شہزادے۔ ٹھیک ہو جا میرے دوست "اس کی آنکھوں میں نمی اُمڈی تھی۔ کچھ دیر میں وہ پر سکون ہوا تھا۔

اس کے سرہانے بیٹھے اس کے بالوں میں انگلیاں چلاتے وہ کسی گہری سوچ میں گم تھا۔

"میں کیا کروں میرے یار۔ تم لوگوں نے مجھے بالکل اکیلا کر دیا ہے۔ میں کہاں جاؤں کس سے اپنا غم بانٹوں۔۔ لوٹ آؤ۔ لوٹ آؤ کہ مجھے تم لوگوں کی ضرورت ہے۔ "ایک زخمی نگاہ اس پہ ڈالے اس کے چہرے پہ نظر جمائے وہ غمزدہ تھا۔ ایسا دکھ جس نے شاید ساری عمر اس کے ساتھ رہنا تھا۔

www.novelsclubb.com

★★★★★★★★

"آیئے بیٹھیے اے ایس پی صاحب۔ آپ نے آنے کی تکلیف کیوں کی۔۔ آج ویسے بھی میں نے آنا تھا۔ کیسا ہے داران "اس نے سامنے موجود شخص کو دیکھ کر کہا جو اس وقت پولیس یونیفارم میں اس کی سامنے والی کرسی پہ بیٹھ چکا تھا۔ وہ لڑکی اس

وقت وائٹ کوٹ میں ملبوس تھی۔میز پہ ایک ایک گلوب اور ایک لیپ ٹاپ پڑا تھا۔اسی کے ساتھ دیوار پہ ایک تختی میں "سائیکیٹرسٹ آرزو آفاقی" درج تھا۔

"میں اس وقت اسی کے بارے میں بات کرنے آیا ہوں۔آج سے آپ کو آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔میں اسے امریکا بھیج رہا ہوں۔اب اس کا علاج وہیں ہو گا۔" سنجیدہ نگاہوں سے اسے دیکھتا وہ اپنی بات مکمل کر کے چپ ہو گیا جبکہ آرزو آفاقی کچھ نہ سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھ رہی تھی۔

"لیکن کیوں۔۔ایسے اچانک۔" وہ اس اچانک بے مطلب کی بات پہ حیران تھی۔

"یہ فیصلہ اچانک نہیں ہے۔بہت سوچ سمجھ کر لیا گیا ہے۔اس کی طبیعت میں کوئی بہتری نہیں ہے۔" اس کی بات میں قطعیت تھی۔

"لیکن مسٹر مراد آپ جانتے ہیں وہ پی ٹی ایس ڈی کا شکار ہے ایسے میں اس طرح کے اٹیک ہونا فطری بات ہے۔جب جب پیشنٹ کے سامنے ایسے واقعات دہرائے جائیں گے جنھوں نے ماضی میں اس کے دماغ پہ گہرے اثرات مرتب کیے ہوں وہ


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ایسے ہی پینک ہو گا۔اسی طرح ذہنی دباؤ،اچانک خوفزدہ ہونا،رات کو بار بار جاگنا،پچھلا کائی واقعہ یاداشت میں تازہ ہونا یہ سب عام بات ہے۔اور یاد کریں جب آپ سے میرے پاس لائے تھے تب اس کی حالت کیسی تھی۔وہ ایک زندہ لاش کی مانند تھا جو کسی بھی چیز پہ کوئی رسپانس نہیں دیتا تھا لیکن اب اس کا ہر بات پہ رسپانس اور یہ اٹیک اچھی بات ہے کم از کم وہ بہتری کی جانب لوٹ رہا ہے۔ایسے میں آپ اچانک پھر سے اسے کسی دوسری جگہ شفٹ کریں گے تو اس کے دماغ پہ غلط اثر پڑے گا۔"

www.novelsclubb.com

"لیکن!"

"لیٹ میں سپیک مسٹر مراد۔اگر آپ کو میرے ٹریٹمنٹ پہ اعتبار نہیں ہے تو آپ کسی اور اچھے ڈاکٹر سے اس کا علاج کروا سکتے ہیں لیکن ان حالات میں جب اسے

صرف ایک اچھے سائیکاٹرسٹ کی سخت ضرورت ہے اور وہ مجھ سے اٹیچ بھی ہے تو بہتر ہو گا کہ میں اپنا علاج جاری رکھوں۔ لیکن اس سے پہلے۔۔۔

اس نے کچھ دیر رک کر اس کی جانب دیکھا جو سپاٹ نگاہوں سے اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔

"آپ کو مجھے بتانا ہو گا کہ آخر اس سب کے پیچھے وجہ کیا ہے۔ ایک ڈاکٹر ہونے کی حیثیت سے مجھے معلوم ہونا چاہیے کہ ماضی میں ایسا کونسا حادثہ ہوا تھا کہ پیشنٹ کی یہ حالت ہوئی تھی۔ جب تک مجھے معلوم نہیں ہو گا میں اس حساب سے علاج شروع نہیں کر سکوں گی۔"

www.novelsclubb.com

اس نے اپنی بات ختم کر کے اس کی جانب دیکھا تھا۔ جس کے چہرے پہ اچانک ہی دکھ کے تاثرات لہرائے تھے۔

"سوری لیکن یہ پرسنل ہے میں نہیں بتا سکتا۔" اس کا لہجہ بجھا ہوا آگ کو بھی مات دے رہا تھا جس سے سامنے بیٹھی لڑکی کی بھی تکلیف بڑھی۔

"مسٹر مراد دیکھیں! میں جانتی ہوں کچھ ہے جو آپ چھپا رہے ہیں۔اگر آپ اس کی مکمل صحت یابی چاہتے ہیں تو آپ مجھے بتا سکتے ہیں۔اب تک اتنا اعتبار تو ہو گا مجھ پہ۔ہم دوست ہیں!!"وہ آنکھوں میں آس لیے پوچھ رہی تھی اور سامنے بیٹھا شخص اس وقت خود سے جنگ لڑنے میں مصروف تھا۔آنکھوں میں جنون اور وحشت نے ڈیرہ جمایا تھا۔

,The agony of loss, a heavy burden to bear

.Tangled in verses, like thorns in my hair

,Yet within the pain, a flicker of light

A beacon of hope, shining through the .night۔

www.novelsclubb.com

شاید وہ وقت آچکا تھا کہ جب وہ بھی اپنے دل میں چھپے اس درد کو باہر نکالتا جو اس کو اندر ہی اندر سے کاٹ رہا تھا۔

آنکھوں میں نمی چمکی تو سامنے بیٹھی لڑکی نے آنکھوں سے مطمئن کیا۔

★★★★★★★★

سردیوں کے اوائل دن تھے۔ موسم خوشگوار اور بہاریں ہر سو بکھری تھیں ۔ پھولوں پہ شبنم اور باغوں میں کلیاں چپکے سے سرگوشیاں کر رہی تھیں۔ نیلا آسمان بھی دھیمی کرنیں پھیلائے زمین واسیوں کو اطمینان سے آنکھیں پھیلائے دیکھ رہا تھا۔

ہوائیں اپنا رقص دکھاتی نظر آتی ہیں۔

اچانک منظر بدلتا ہے۔آسمان جو چپکے سے آنکھیں موند گیا تھا اچانک سے لال رنگ میں رنگ جاتا ہے۔سیاہ بادل آسمان کو اپنی پشت پہ چھپا لیتے ہیں اور دیکھتے دیکھتے رم جھم کرتی موسلادھار بارش خوش پھر رہے زمین واسیوں کے سروں پہ پتھر کی مانند گرتی ہے۔کلیاں جوان حالات سے چھپنے لگی تھیں ان آگ برساتی بوندوں سے اپنا دامن نہ بچا سکیں۔

ٹھنڈی ہوائیں گرم لو کے تھپیڑوں میں بدل چکی ہیں۔اور ہر چیز کو جلا کر بھسم کر رہی ہیں۔

گویا لمحہ لگا تھا اور دل دہلاتی قیامت برپا ہو گئی تھی۔

ایک قیامت آکر گزری ہے

ایک آفت نے ڈیرہ بسایا ہے

وقت نے کروٹ بدلی ہے

ظالم نے قہر برسایا ہے

اب وقت پھر سے بدلے

ظالم شکست کھائے گا

پھر وقر لوٹ آئے گا

بہار لوٹ آئے گی

★★★★

www.novelsclubb.com

پانچ سال قبل:

معمول کے مطابق آج بھی یونیورسٹی میں خوب افراتفری تھی۔سٹوڈنٹس کے گروہ ادھر سے ادھر چہل قدمی کرتے نظر آرہے تھے۔کچھ گروپ کی صورت میں بیٹھے گپیں ہانک رہے تھے تو کچھ بے وجہ ہی کلاسز بنک کر کے گراؤنڈ میں مستی کر رہے تھے۔

ایسے میں ہم لے کر چلتے ہیں آپ کو ایسے ہی ایک گروپ کی طرف جو کینٹین پہ بیٹھے سموسوں کی پلیٹ سامنے رکھے ان سے انصاف کرتے نظر آرہے تھے۔

"یار معیز ایک بات بتا۔آج کل تیرا کیا چکر چل رہا ہے۔"ان میں سے ایک جس نے ہلکے ہرے رنگ کی شرٹ پہنی ہوئی تھی اور صاف رنگت کے ساتھ ہلکی ہلکی داڑھی اور بھورے بالوں جو اس پہ خوب جچ رہی تھی بولا۔جس پہ جھک کر سموسے کے ساتھ انصاف کرتے معیز نے چونک کر اس کی جانب دیکھا۔

"مطلب۔"وہ اس کی طرف دیکھ کر بولا۔جواب کرسی کی پشت سے ٹیک لگا چکا تھا

۔



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"تو جانتا ہے میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں۔" وہ طنزیہ بولا تو معیز کو کچھ شک سا گزرا۔ سموسہ جو نگلنے والا بمشکل حلق سے اتار کر پانی کی بوتل کو منہ لگایا اور آرام سے واپس بیٹھا۔

"نہیں میں نہیں جانتا تو جس بارے میں بات کر رہا ہے۔" معیز جسامت میں بھورے بالوں والے سے کم تھا۔ ہلکی ہلکی داڑھی اور بال تیل سے لدے ہوئے تھے۔

"داران تو جانتا ہے میں کس بارے میں بات کر رہا ہوں۔" اب کے بھورے بالوں والے نے پی کیپ سر پہ لیے داران سے پوچھا جو اب اپنے آخری سموسے سے انصاف کر کے سیدھا ہو کر بیٹھ چکا تھا۔ سر نفی میں ہلایا۔ دونوں اب بھورے بالوں والے کو دیکھ رہے تھے۔

"اس ماہ رخ کے ساتھ تیرا کیا چکر چل رہا ہے۔" اب کے بھورے بالوں والے کے چہرے پہ سنجیدگی تھی۔ جب کہ معیز کا رنگ بدلہ تھا۔

"ک۔۔کون ماہ۔۔" وہ اٹکتے ہوئے بولا کہ اس نے بات درمیان میں کاٹی۔

"اب یہ مت بولنا کہ کون ماہ رخ۔۔تو بہتر جانتا ہے اسے۔۔اور میں بھی۔اب سیدھا سیدھا بتا کہ تو کب سے اس کے پیچھے پیچھے پھرنے لگا جب کہ تو خود اس سے چڑتا تھا۔" وہ اب کے ایک ایک لفظ چبا کر بولا تھا۔

"میں پیچھے پیچھے نہیں پھرتا بس مجھ لگتا ہے کہ آئی ایم ان لو ودھر۔۔۔" وہ کچھ معصومیت سے سر جھکا کر بولا۔تو بھورے بالوں والے کے آئیبرو داد دینے والے انداز میں اٹھے۔

"اوہ۔۔تو محبت ہو گئی۔اتنی جلدی۔ایسا کیا معجزہ ہوا ہے جو ہمیں نہیں پتہ چل سکا۔" داران اب دونوں کی باری باری دیکھ رہا تھا۔

"یار وہ اچھی لڑکی ہے۔وہ بھی محبت کرتی ہے مجھ سے۔۔" اس نے دلائل دینے شروع کیے۔

"اچھی لڑکی۔ سیریسلی۔ تو وہ کون تھا جو کچھ دنوں تک اس سے دور دور بھاگتا تھا اور کہتا تھا کہ ایسی لڑکیاں ڈرامہ ہوتی ہیں۔" وہ سپاٹ پن سے گویا ہوا۔

"تو اب لگ گیا ہے ناں پتہ۔اٹس ناٹ آ بگ ڈیل یار۔" وہ کچھ جھنجھلا سا گیا۔

"معیز تو میرا دوست ہے۔ سمجھنے کی کوشش کر۔وہ صحیح لڑکی نہیں ہے۔" اب کے وہ زرا اطمینان سے بولا۔

" تمہیں نہیں پتہ۔۔وہ بہت اچھی ہے۔اور اگر مجھے وہ پسند ہے تو اس میں برائی کیا ہے" وہ کچھ نروٹھے پن سے گویا ہوا۔

" برائی یہ نہیں کہ تمہیں وہ پسند ہے۔بات صحیح غلط کی ہے جس طرح تم دن بہ دن اس کے قریب اور ہم سے دور ہوتے جارہے ہو، یہ غلط ہے۔وہ لڑکی ہمیں تم سے دور کرنا چاہتی ہے۔" وہ دھیرے دھیرے چہرے پہ فکر لیے اسے سمجھا رہا تھا۔

"یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔اگر وہ غلط ہوتی تو وہ کبھی بھی میرے لیے اپنی جان دینے کی کوشش نہ کرتی۔"اس نے نیا انکشاف کیا تو داران اور وہ دونوں حق دق سے اسے دیکھنے لگے۔

"تو کیا۔۔تم اس لیے۔۔اومائی گاڈ۔وہ پاگل عورت۔اس نے اپنی جان دینے کا بہانہ کیا اور تم اس کے جال میں پھنس گئے۔۔واہ۔تمہاری عقل معیز۔کیا کہنے ہیں۔"وہ دونوں ہاتھوں کو میز پہ مار کر گویا ہوا۔

"تمہیں آخر مسئلہ کیا ہے۔اس نے تم دونوں کے ساتھ تو کچھ بھی غلط نہیں کیا پھر کیوں اس کے پیچھے پڑ گئے ہو۔مجھے لگا تھا کہ تم لوگ مجھے اس چیز میں سپورٹ کرو گے لیکن تم لوگوں کو میری خوشی میں خوشی ہی نہیں ہے۔"وہ اب تھوڑا غصے سے بولا۔

"ہم تمہارے بھلے کے لیے ہی کہہ رہے ہیں۔وہ لڑکی صحیح نہیں ہے۔"اب کے داران ہلکی آواز میں بولا تھا۔معیز نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا۔

"تم لوگوں کے دماغ خراب ہو گئے ہیں۔ نہیں آتا یقین تو نہ کرو۔" وہ بھڑک اٹھا

ان کی ایک ہی رٹ سے۔

"تجھے نہیں یقین تو نہ کر۔ یہ تیرا اپنا فیصلہ ہے۔ جس دن اس سچائی سامنے آئی اس دن روتے ہوئے ہمارے پاس نہ آنا۔" بھورے بالوں نے اب کے گھور کر اسے دیکھا۔

نہیں آؤں گا۔ محبت تو گناہ بنا دیا ہے تم لوگوں نے۔ جا رہا ہوں یہاں سے۔۔" غصے سے جواب دیتا وہ پل بھر میں نظروں سے اوجھل ہو گیا۔

"یار تو کچھ زیادہ ہارش نہیں ہو گیا۔ شاید اگر اسے پیار سے سمجھاتے وہ سمجھ جاتا ۔اب ناراض ہو گیا ہے۔" داران اب مڑ کر اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر بولا۔

"نہیں وہ سمجھنا ہی نہیں چاہتا۔اس کی عقل پہ محبت کی پٹی چڑھ گئی ہے اب جب تک ٹھوکر نہیں کھائے گا وہ پٹی نہیں ہٹے گی۔جہاں تک ناراضگی کی بات ہے ایک دو دن میں خود ہی صحیح ہو جائے گا۔وہ کہتا ہوا خود بھی اٹھ کر اپنا بیگ اٹھا کر چل دیا۔داران کو بھی اس کی تقلید میں چلنا پڑا۔

★★★★

27 جنوری 2009 بروز منگل کی شام تھی۔لاہور سمارٹ سٹی کے ایک خوبصورت سے ٹاؤن میں ایک گھناؤنی سازش رچی جارہی تھی۔ایک خوبصورت محل جس کے باہر تختی پہ "خان محل" درج تھا۔

www.novelsclubb.com

اگر اس محل کے اندر چلتے ہیں تو مین گیٹ کے بعد لمبی راہداری اور گیراج سے گزر کر محل کے لاؤنج میں داخل ہوتے ہیں۔کالے اور سفید اس محل میں ہر طرف خاموشی چھائی ہے۔ایسے میں ہلکی ہلکی سرگوشیوں کی آواز جو اوپر کی جانب سے آ رہی ہے۔سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر دوسری منزل پہ جاتے ہیں تو دو قطاروں

میں لمبی لمبی راہداری میں ایک جیسے کمرے ہیں۔ سرگوشیوں کی آواز اونچی ہوتی جاتی ہے۔ایک سیاہ رنگ کے دروازے کے پیچھے جھانکتے ہیں جہاں جہازی سائیڈ بیڈ پہ ایک پچیس سال کا نوجوان فون پہ کسی سے گفتگو میں محو ہے۔ چہرے پہ بڑی مکار مسکراہٹ ہے۔

"تمہیں معلوم ہو کی تمہیں پیسے کس چیز کے مل رہے ہیں۔ایسے میں مجھے کسی کام میں لاپرواہی بالکل نہیں پسند" وہ خوبصورت آواز والا بلیو شرٹ اور جینز میں لاپرواہ حلیے میں دوسری جانب کسی سے مخاطب تھا۔

"نہیں۔ ابھی نہیں۔ جب تک میں نہ کہوں انتظار کرو۔" اب وہ شخص اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے آیا تھا۔

"ہاں فکر مت کرو۔ کسی کو شک نہیں ہو گا۔ بس کچھ دن اور۔" وہ بالوں میں کنگھی کرتے ہوئے آہستہ آہستہ ہدایت دے رہا تھا۔

"ابھی مزید جال بچھانے دو۔ شکار جتنا بے بس ہو گا شکار کرنے میں اتنا مزہ آئے گا۔ تم اپنا کام کرو۔" آئینے کے سامنے سے ہٹ کر وہ سٹر صوفے پہ بیٹھتے ہوئے کہا۔

"فکر نہیں کرو پیسے مل جائیں گے۔ اور ایک اور بات جذبات سے کام لینے کی کوشش مت کرنا۔ ورنہ پتہ تو ہو گا کہ کیا ہو سکتا ہے" وہ دبی دبی آواز میں شاید ڈانٹ رہا تھا۔

"کچھ نہیں ہو گا۔ سخت نفرت ہے مجھے تم جیسے لوگوں سے۔ اگر تمہاری وجہ سے میرا کام بگڑا تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" اس نے نفرت سے سر جھٹکا۔ آنکھوں میں ان کہی سی چنگاریاں جل اٹھیں۔

"گڈ۔ بس جیسا میں کہوں ویسا کرو۔" کہتے ہوئے اس نے فون کاٹ کر بیڈ پہ پھینک دیا۔

★★★★

دو مارچ 2009 بروز پیر کا دن تھا۔ موسم میں خنکی بڑھ گئی تھی۔ سٹوڈنٹس جرسیوں اور سویٹروں میں دبکے ہوئے نظر آتے تھے۔ ہلکی ہلکی دھند بھی چھائی ہوئی تھی۔ آسمان پہ گہرے سیاہ بادل بھی چھائے ہوئے تھے۔

کوئی تیز تیز قدموں سے یونی کے گیٹ سے اندر داخل ہو رہا تھا۔ بار بار گھڑی کی جانب دیکھتا وہ بہت اجلت میں دکھائی دیتا تھا۔

اچانک فون کی گھنٹی بجتی ہے۔ وہ اچانک رکتا ہے۔ جیب میں ہاتھ ڈال کر موبائل پہ نمبر دیکھتا ہے۔ چہرے پہ بڑی خوبصورت مسکراہٹ پھیل جاتی ہے۔ فون کان سے لگائے اب اس کی رفتار کچھ آہستہ تھی۔

"معیز تو بڑا کمینہ ہے۔۔ تو جانتا ہے نہ آج مراد کی برتھڈے ہے۔ پھر بھی تو نہیں آیا۔ کتنے دن ہو گئے ہیں لیکن تیری ناراضگی ختم ہونے کا نام نہیں لے رہی۔" فون

کی دوسری جانب داران تھا۔عادت کے مطابق تیز تیز بولتاوہ سخت غصے میں لگ رہا تھا۔

"داران میرے دوست، میرے یار۔۔شانت ہو جا۔میں وہیں آرہاہوں۔میں جانتاہوں بس تحفہ لینے میں دیر ہو گئی۔ابھی بس پانچ منٹ میں آیا۔اور ایک خوشخبری بھی سنانی ہے تم دونوں کو" وہ اپنی ازلی مسکراہٹ سے بولتااب پھر سے اپنے قدم تیز کر چکا تھا۔جیب میں ہاتھ ڈال کر گفٹ کو ٹٹولااور پھر واپس رکھ دیا۔

"چل ٹھیک ہے جلدی پہنچ۔۔"داران نے کہہ کر فون رکھ دیا۔تیز تیز چلتے ہوئے وہ اپنی مشترکہ جگہ پر پہنچنے کے لیے خوش نظر آرہا تھا۔

کینٹین کی جانب جاتے ہوئے اسے ڈیپارٹمنٹ کے پچھلی جانب کسی کی دبی دبی آواز سن کرر کنا پڑا۔تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر وہ اسی جانب چلتا جاتا ہے جہاں پہنچ کر اسے ایک کلاس روم کی کھڑکی سے کمرے میں دو ہیولے نظر آتے ہیں۔

بادلوں نے برسات برسانا شروع کر دی تھی۔دن میں اندھیرے سا گمان ہونے لگا۔اسے دو لوگوں کی پشت دکھائی دے رہی ہوتی ہے۔

وہ وہاں سے چلا جاتا اگر اپنے نام کو سن کر وہ ٹھٹھک کر مڑا اور زرا قریب ہوا تھا۔

"تم سمجھ نہیں رہے ہو۔یہ اتنا آسان نہیں ہے۔مجھے وقت چاہیے "وہ کوئی لڑکی تھی۔اور وہ آواز!!!وہ پہچانتا تھا اسے۔!

"کیوں وقت چاہیے۔اب میں مزید انتظار نہیں کرنا چاہتا۔اس "مراد ملک "کو میں تڑپتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں۔"وہ شخص اب غصے سے بھڑک رہا تھا۔

www.novelsclubb.com

"جب تک وہ اکیلا نہیں ہوتا میں یہ کام نہیں کر سکتی۔ ہر وقت وہ داران آفندی اس کے پاس ہوتا تھا۔ اور وہ معیز اس کے سامنے جب بھی کوئی بات کروں تو وہ بھڑک جاتا ہے۔ ایسے میں مجھے کسی صحیح وقت کی تلاش ہے۔" وہ لڑکی اب غصے میں بول رہی تھی۔

"تو۔۔ تمہیں کس کام لیے رکھا گیا تھا۔ جلدی سے اپنا کام کرو۔۔۔ دو دن کا وقت دے رہا ہوں تمہیں۔" وہ اب جھنجھلا کر لاپرواہی سے بول رہا تھا۔

"ٹھیک ہے لیکن وہ۔۔۔" وہ بولتی کہ اس کی بات کاٹ دی۔

"ہاں ڈرگز کل تک تمہارے پاس پہنچ جائیں گے۔ مراد ملک جائے گا جیل اور داران آفندی جائے گا معیز سکندر کے قتل میں پھانسی کے پھندے پہ۔۔ بے عزت کیا تھا نہ پوری یونیورسٹی کے سامنے ان تینوں نے مجھے۔۔۔" ان کی باتیں سنتے معیز کی ٹانگوں سے جان نکلتی جا رہی تھی۔ اتنا بڑا دھوکہ، اتنی بڑی سازش۔!!!


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

وہ یہ سب نہیں ہونے دے سکتا تھا۔

ایک دم طیش میں آتے اس نے کھڑکی کے پٹ زور سے کھولے۔ کھٹکے کی آواز پہ وہ نفوس گھبرا گئے اور معیز سکندر کی جانب دیکھتے ان کے چہرے کی ہوائیاں اڑی تھیں۔ معیز لہو برساتی آنکھوں سے قدم بہ قدم ان کی جانب بڑھ رہا تھا۔

★★★★★★

"یار کہاں رہ گیا تھا۔۔ معیز بھی نہیں آیا ابھی تک۔ ابھی تک ناراض ہے وہ" داران کے تیزی سے اپنی جانب آتے دیکھ کر اس نے غصے سے اس سے پوچھا تھا۔

"ابھی تک معیز آیا نہیں ؟؟۔ پانچ منٹ کا بولا تھا اس نہیں اب کافی وقت ہو گیا ہے"۔

داران کرسی پہ بیٹھے ہوئے کیا۔ ساتھ میں ماتھے پہ آیا پسینہ صاف کیا تھا

"مل گئی ہو گی وہ ماہ نور راستے میں۔اس کے سامنے وہ ہمیں کہاں دیکھتا ہے۔"مراد نے غصے سے جواب دیا تھا۔"اب غصہ تھوک بھی دو مراد۔اگر ماہ نور میں ہی اس کی خوشی ہے تو ہمیں اس کی خوشی میں خوش ہونا چاہیے۔بس اب تم لوگوں کو اس بات کا ذکر دوبارہ نہیں کروگے"داران نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

"میں اسے ہمارے درمیان نہیں لاتا بلکہ وہ اس لڑکی کو ہمارے درمیان لے کر آیا ہے"مراد نے منہ بسور کر کہا۔

"چل کچھ نہیں ہوتا شہزادے۔اچھا اب جلدی کر اس کو فون کر۔پوچھ تو صحیح کہاں رہ گیا ہے۔"احد نے اس کے کاندھے کو تھپکا۔

"ایک بار آئے تو سہی اس کی کلاس لیتا ہوں آج میں۔۔"فون اٹھاتے ہوئے وہ وارن کرنے کے انداز میں بولا۔ابھی وہ اس کا نمبر ملاتا جب معیز کی کال آئی تھی۔

"لو دیکھو اسی کی کال ہے۔۔" مراد نے کہتے ہوئے کال اٹھائی تھی۔

"مراد" فون کے اندر سے آواز ابھری تھی۔

"ہیلو ہاں معیز کہاں رہ گیا ہے۔۔۔" مراد نے فون سپیکر پہ ڈالا تھا لیکن سامنے سے اب مکمل خاموشی تھی

"ہیلو معیز۔۔۔" مراد نے اچنبھے سے دوبارہ پوچھا۔

لگتا ہے بارش کی وجہ سے سگنلز نہیں ہیں۔۔" مراد نے فون کاٹ کر داران سے کہا۔

"چل ایسا کرتے ہیں اسے لے کر آتے ہیں۔۔۔ابھی وہ اپنی بات مکمل کرتا جب کلاس کا ایک لڑکا تیزی سے ان کی طرف بھاگ کر آتا ہوا دکھائی دیا۔

وہ دونوں چونک کر کھڑے ہوئے۔

"کیاہوا شبیر، خیریت ہے۔۔۔" وہ اسے ہانپتے دیکھ کر بولے۔

"مرادوہ۔وہاں معیز۔۔" بات ادھوری رہ گئی تھی۔

لیکن معنی پورے ہوئے تھے۔قیامت برپا ہوئی تھی اوراس دن معیز کبھی واپس لوٹ کر نہ آیا تھا۔

★★★★★★★

وہ لوگ بھیگتی بارش میں دونوں بھاگتے ہوئے وہاں پہنچے تھے جہاں سٹوڈنٹس کا ایک جم غفیر اکٹھا ہوا تھا۔رش کو چیڑتے ہوئے وہ دونوں آگے آئے تھے جہاں ان کا پیارادوست زمین پہ خون میں لپٹا شاید اپنی سانسیں ہار چکا تھا۔

ان دونوں کے دلوں کی دھڑکن مدھم ہوئی تو لگا کائنات ہی ہر شے رک چکی ہو۔ سٹوڈنٹس آپس میں چہ مگوئیوں میں مصروف تھے جبکہ اس کے وہ دونوں تو محض اس کی بند آنکھوں کو دیکھ رہے تھے۔

اچانک ان کے ساکت وجود میں حرکت ہوئی تھی اور دونوں دیوانہ وار بھاگتے ہوئے گرنے کے انداز میں اس کے پاس بیٹھے تھے۔

"معیز۔۔۔۔"

"معیز۔۔۔اٹھ نہ یار۔۔یہ۔یہ کیا مزاق ہے۔"

www.novelsclubb.com

اس کا سر اٹھا کر گود میں رکھتے ہوئے وہ اس کا گال تھپتھپا کر بولا تھا۔

"معیز پلیز اٹھ جانہ یار۔۔ کیوں ستا رہا ہے۔۔ ناراض ہے ناں تو۔۔۔ پلیز ایسے نہ کر۔۔" مراد دیوانہ وار اسے پکار رہا تھا جبکہ داران کی آنکھوں سے آنسو لگاتار بہہ رہے تھے۔

معیز۔۔۔ اٹھ ناں۔۔۔ تنگ مت کر۔"

معیز۔ اٹھ یار۔" وہ چیخا تو کائنات کی ہر شے نے آنسو بہائے تھے۔

سیاہ بادلوں سے اٹا آسمان ان تینوں کو دیکھ کر چپکے سے اپنی بے بسی پہ رو دیا تھا۔

"کوئی ایمبولینس کو کال کرو۔۔۔ جلدی کرو۔" داران چیخا تھا۔ ایمبولینس اور پولیس کے سائرن کی آوازیں گونجنیں لگی موحول میں دہشت برپا کر رہی تھیں۔ لیکن وہ نیلی آنکھوں والا شہزادہ اپنی جان ہار چکا تھا۔

★★★★★

یہ کیا طلسم ہے دنیا پہ بار گزری ہے

وہ زندگی جو سرِ رہ گزار گزری ہے

گلوں کی گم شدگی سے سراغ ملتا ہے

کہیں چمن سے نسیم بہار گزری ہے

کہیں سحر کا اجالا ہوا ہے ہم نفسو

کہ موج برق سر شاخسار گزری ہے

رہا ہے یہ سر شوریدہ مثل شعلہ بلند

اگرچہ مجھ پہ قیامت ہزار گزری ہے

www.novelsclubb.com

یہ حادثہ بھی ہوا ہے کہ عشق یار کی یاد

دیار قلب سے بیگانہ وار گزری ہے

انہیں کو عرض وفا کا تھا اشتیاق بہت

انہیں کو عرض وفا ناگوار گزری ہے



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

حریم شوق مہکتا ہے آج تک عابدؔ

یہاں سے نکہت گیسوئے یار گزری ہے

اس حادثے نے مراد اور داران دونوں کو توڑ دیا تھا۔تینوں یتیم تھے اسی لیے اکٹھے ہاسٹل میں رہ کر پڑھائی کر رہے تھے۔معاملے کی تفتیش ہوئی۔کوئی سراغ نہ ملا۔پوست مارٹم میں سر پہ کسی بھاری چیز کے لگنے اور پیٹ میں چاقو سے وار کیے جانے کی رپورٹس تھیں۔

ایسی بے دردی سے قتل کہ مراد اور داران خون کے آنسو بہانے لگتے۔

اس کی کسی سے ایسی دشمنی بھی نہ تھی کہ کوئی اس کی جان لے لیتا۔تینوں دوستوں میں سب سے ملنسار اور ہر ایک سے اچھے سے بات کرنے والا تھا۔چہرے پہ ہمہ وقت مسکراہٹ اور دوستوں پہ جان چھڑکتا تھا۔



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

چند سٹوڈنٹس کی گواہی لی گئی جنہوں نے اس کے یونیورسٹی میں کیسے تعلقات تھے اس بارے میں بتایا۔

داران اور مراد سے بھی تفتیش کی گئی کہ کوئی سرا ہاتھ نہ لگتا تھا اور ہمیشہ کی طرح اس کیس کو بھی تھانے کی فائلوں میں باقی کئی کیسز کی طرح بنا چھان بین کیے دبا دیا گیا۔

لیکن مراد ملک نے قسم کھائی تھی کہ اپنے دوست کے قاتل کو اتنی آسانی سے نہیں چھوڑے گا۔اسے انصاف دلائے گا۔

اس نے خفیہ طور پہ تفتیش کرنا شروع کر دی تھی۔

یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس جن سے معیز کے تعلقات تھے ان سے پوچھ گچھ کی۔

"یار داران مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا۔ایسا کون ہے جو معیز کی جان کا دشمن تھا۔اس کی تو کسی سے دشمنی بھی نہیں تھی۔مجھ سے نہیں برداشت ہوتا یار۔۔ہمارے

دوست نہیں اپنی جان ہار دی۔اور ہم کچھ نہیں کر سکے۔۔۔کیسے دوست ہیں ہم ۔۔"

وہ اور داران اس وقت روم میں بیٹھے تھے جب مراد نے بے چینی سے ٹہلتے ہوئے اسے دکھ اور رنجیدگی سے کہا تھا تو داران کی آنکھیں بھی بھیگی تھیں۔

"ہمیں سراغ لگانا ہوگا۔کوئی تو ہے جو اس کے پیچھے ہے۔۔۔"داران نے ایک نقطے پہ نظر جمائے کہا.پل پل اپنے قیمتی دوست کی یاد ان کے دلوں کو سلگانے لگی۔

"سب سے تو پوچھ چکے ہیں۔لیکن کوئی بھی اس دن ہوئے واقع کو نہیں جانتا۔۔نہ ہی کسی نے دیکھا۔۔یہاں تک کے سی سی ٹی فوٹیج بھی غائب ہے اس دن کی۔"بے چینی بھری آواز ابھری تھی۔جبکہ خاموش بیٹھے داران کے ذہن میں ایک جھماکہ ہوا تھا۔

"مراد وہ لڑکی۔۔ماہ رخ۔وہ نظر نہیں آرہی۔۔کہیں وہ۔۔"مراد اس کی بات سن کر مڑا۔بے یقینی چہرے سے عیاں تھی۔

"ماہ۔۔رخ۔"زیر لب نام دہرایا۔

"لیکن اس کی کیا دشمنی داران۔"وہ استفہامیہ انداز میں بولا۔

"لیکن مراد ہمیں پوچھنا چاہیے۔۔۔کچھ بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ہمیں کوئی بھی سراغ نہیں چھوڑنا چاہیے۔۔۔"اس کی بات سن کر مراد نے سر ہلا یا دیا تھا۔ذہن میں بہت کچھ چل رہا تھا لیکن کوئی سرا ہاتھ نہیں آ رہا تھا۔چہرے پہ سوچ کی پرچھائیاں اتر چکی تھیں۔

★★★★★★

دو دن تک دونوں اس کا یونیورسٹی انتظار کرتے رہے لیکن وہ نہیں آئی تھی۔

دونوں نے اس کے گھر کا ایڈریس پتہ کیا اور اسکے گھر پہ ملنے کا فیصلہ کیا۔



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

یہ ایک کچی گلی میں بنا گھر تھا جس کی خستہ حالی دیکھنے سے لگتا تھا کہ اسے صدیوں سے نہ مرمت کروایا گیا ہو۔ چھوٹا سا لکڑی کا دروازہ تھا جس کے باہر کنڈی لگی ہوئی۔

ماہ رخ کا ایڈریس یہی بتایا گیا تھا اور آج وہ اس گھر کے سامنے تھے۔

مراد نے ہلکے سے دروازے پی دستک دی۔۔

دروازہ کچھ دیر بعد کھولا گیا تھا۔ کھونے والا گیارا بارہ سالا کا بچہ تھا جو دو اجنبیوں کو دیکھ کر حیران ہوا تھا۔

"آپ کون۔۔۔" بچہ نے کچھ دیر بعد ان سے پوچھا تھا۔

"ہم لوگ ماہ رخ شیخ سے ملنے آئے ہیں۔ کیا وہ یہیں رہتی ہیں۔"

"جی آپی یہیں رہتی ہیں۔ لیکن آپ لوگ کون ہیں۔۔۔" وہ بچہ وہیں دہلیز پہ کھڑا ان سے پوچھ رہا تھا

"ہم لوگ تمہاری آپی کے یونیورسٹی کے دوست ہیں۔۔۔ کیا وہ اندر ہے۔"

"جی رکیں میں پوچھ کر آتا ہوں۔" وہ تیزی سے کہتا ہوا اندر بھاگ گیا۔ وہ وہیں کھڑے انتظار کرنے لگے۔ کچھ ہی دیر میں وہ واپس آیا۔

"آ جائیں آپ۔ وہ اندر ہی ہیں۔" وہ کہتا ہوا ایک سائیڈ ہو گیا تو وہ لکڑی کا چھوٹا سا دروازہ پار کر کے اندر آ گئے۔ چھوٹا سا برامدہ جس کے ساتھ ہی دو کمرے تھے اور ایک واش روم کا دروازہ تھا۔ دوسری جانب ایک کچن نما چھوٹا سا کمرہ تھا۔

اتنے میں ماہ رخ بھی باہر نکل آئی تھی جس کے چہرے پہ حیرانی بھرے تاثرات واضح تھے جیسے وہ ان دونوں کے آنے کی توقع نہ کر رہی ہو۔

""تم دونوں۔" وہ پریشانی سے وہیں کھری استفسار کرنے لگی۔ وہ دونوں وہیں کھڑے اس کے تاثرات نوٹ کرنے لگے۔ معصوم شکل جسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ کسی کو دھوکا دے سکتا ہے۔

"بیٹھنے کا نہیں بولیں گی" مراد نے ادھر ادھر نگاہ گھماتے طنزیہ کہا تھا۔

"جی آئیں۔۔۔" وہ انہیں لیے ایک کمرے میں داخل ہو گئی۔ارسلان بھی ان کے پیچھے پیچھے تھا۔

"گھر میں اور کوئی نہیں ہے۔"ان دونوں نے گھر میں خاموشی محسوس کرتے پوچھا۔

"میری امی ہیں دوسرے کمرے میں! سو رہی ہیں۔۔۔! وہ انگلیاں چٹخاتے ہوئے بولی۔ارسلان کو پانی لینے بھیج دیا۔

انہوں نے محض سر ہلایا۔

"خیریت آپ لوگ یہاں!" وہ ان دونوں کی اندر تک اترتی نظروں سے خائف ہو کر بولی۔

"جی مس ماہ رخ۔۔۔ ہم نے سوچا کہ تم تو معیز کی موت کی تعزیت کرنے آئی نہیں تو سوچا ہم لوگ ہی چلے جاتے ہیں۔۔" مراد نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر چبا چبا کر الفاظ ادا کیے۔ ماہ رخ سر جھکا گئی۔

"وہ۔۔مجھے ٹائم نہیں ملا۔۔" وہ دھیمے لہجے میں بولی۔

"ویسے کیا وجہ ہو سکتی ہے معیز کی موت کی۔ کچھ جانتی ہو تم۔۔کافی وقت سے ساتھ ساتھ ہی ہوتے تھے تم دونوں۔۔کی کی دشمنی ہو اس کے ساتھ ؟" وہ اس کے چہرے پہ نظریں جمائے بول رہا تھا لیکن وہ اپنی گھبراہٹ پہ قابو پائے کھڑی تھی۔

"نہیں۔۔میں کیسے جان سکتی ہوں۔۔میں کچھ نہیں پتہ۔۔"

"پھر بھی کچھ تو جانتی ہوں گی۔" مراد نے سنجیدگی سے کہا۔

"نہیں میں نہیں جانتی۔۔آپ لوگ اس کے دوست ہیں۔۔آپ کو پتہ ہو گا۔" وہ ان زرا سختی سے بولی۔

"ہمیں تو پتہ ہی کہ ان دنوں کس کے ساتھ اس کے گہرے روابط تھے۔اچھا یہ بتاؤ کہ قتل والے دن کیا تم اس سے ملی تھی۔؟"

"میں۔ نہیں۔ میں نہیں ملی تھی۔ میں تو یونیورسٹی ہی نہیں آئی تھی اس دن۔ مجھے تو شام میں پتہ چلا۔" وہ آہستہ سے بولی۔

"دیکھو ماہ رخ۔۔ تمہاری یہ گھبراہٹ بہت کچھ بتا رہی ہے اگر کچھ بھی جانتی ہو تم تو بتادو۔ یا پھر اگر تمہارا ان سب میں کوئی ہاتھ ہوا تو کڑی سزا دلوائی گے تمہیں۔۔" مراد نے سخت لہجے میں انگلی اٹھا کر وارن کیا تھا تو ماہ رخ ہوائیاں اڑے چہرے کے ساتھ اسے دیکھنے لگی۔

www.novelsclubb.com

"یہ کیا بکواس کر رہے ہیں آپ۔ میں کیوں کروں گی کچھ۔ پاگل ہیں آپ جو کچھ بھی بولے چلے جا رہے ہم دونوں محبت کرتے تھے ایک دوسرے سے۔۔۔" وہ اب کے سخت سپاٹ لہجے میں بولی تو مراد نے گردن موڑ کر پہلے داران کو دیکھا جو اس کو سخت نظروں سے گھور رہا تھا پھر واپس چہرا پھیرا۔



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"محبت تو وہ تم سے کرتا تھا لیکن تم کتنی محبت کرتی تھی اس سے۔اس کا اندازہ نہیں ہے ابھی ہمیں۔۔اسی لیے بہتر ہے کہ ہمیں پہلے ہی سچ بتا دو۔کیا وجہ تھی اس سے دوستی کرنے کی اور اسے اپنے جال میں پھنسانے کی۔ورنہ اگر سچ مجھے پتہ چل گیا تو جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہو گی تم "غصے سے کہتا ہوا وہ اٹھ کھڑا ہوا تو داران بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"آپ۔۔"۔اس نے اس کی بد تمیزی پہ ہاتھ اٹھا کر کچھ کہنا چاہا۔

"یہ انگلی سنبھال کر۔ورنہ تم جیسیوں کو میں ایک منٹ میں ان کی اوقات یاد دلوا سکتا ہوں۔" جھٹکے سے اس کی انگلی جھٹکتا وہ دونوں باہر نکلتے گئے۔پیچھے وہ گرنے کے انداز میں کرسی پہ بیٹھی تھی۔ارسلان بھی جو کب سے کھڑا سچویشن کا اندازہ کر رہا تھا اب اس کے پاس آیا۔

"آپی یہ کون تھے انکل۔اور آپ کو ڈانٹ کیوں رہے تھے۔"وہ معصومیت سے اس سے سوال پوچھنے لگا۔


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"کوئی نہیں۔دوست تھے۔تم جاؤ کھیلو۔"وہ اسے بھیج کر خود گہری سوچ میں گم ہوئی تھی۔

"معارج علی خان۔۔تم نے کس مسئلے میں پھنسا دیا ہے مجھے۔خدا کرے غارت ہو تم۔"وہ بڑبڑاتے ہوئے اسے کوس رہی تھی۔

★★★★★★★

"بتاؤ۔۔کیا بات ہے کیوں بلایا ہے تم نے مجھے۔"وہ لوگ اس وقت ویرانے میں کھڑے تھے۔وہ یونیورسٹی سے دور ہی تھوڑا ریتلا علاقہ تھا۔کل ہی تو اس نے مراد کو فون کر کے بلایا تھا اور آج وہ اس کے سامنے کھڑی کشمکش کا شکار تھی۔

www.novelsclubb.com

"کل تم نے مجھ سے پوچھا تھا نہ کہ کیا میں معیز کے قتل کے بارے میں کچھ جانتی ہوں کہ نہیں۔۔؟اپنی گھبراہٹ پہ قابو پائے وہ اس سے تھوڑا رخ پھیر کر کھڑی تھی۔جسے سن کر سامنے والا چوکنا ہوا تھا۔دل کی دھڑکن معمول سے ہٹ کر تیز ہوئی تھی۔

"کیا جانتی ہو تم۔" اس نے تیزی سے پوچھا تھا۔

"یہی کہ معیز کا قتل کس نے کیا تھا۔" وہ ادھر ادھر دیکھتی بول رہی تھی۔

"کس نے۔" خود پہ ضبط رکھتے ہوئے وہ آنکھیں میچ کر پھر کھول کر بولا تھا۔ تیز ہواؤں کے شور نے سماعتوں میں الگ شور برپا کر رکھا تھا۔

میں بتاؤں گی لیکن تمہیں وعدہ کرنا ہو گا میرا نام اس میں کہیں نہیں آئے گا۔" وہ اس کے ضبط کو آزما رہی تھی اور وہ بامشکل اپنی سماعتوں کو تیار کر رہا تھا۔

"پہیلیاں مت بجھواؤ۔۔۔ جو بات ہے وہ بتاؤ۔۔" وہ چیخا تھا۔ کل ان لوگوں کے جانے کے بعد ماہ رخ ایک پل کو سو نہیں پائی تھی۔ اس نے کبھی نہیں چاہا تھا کہ معیز کا قتل ہو جائے۔ وہ تو صرف مجبور تھی۔ انتظار کر رہی تھی کہ کب موقع دیکھ کر ان

www.novelsclubb.com

سب کو سچائی بتادے کہ تم لوگوں کو پھنسایا جارہا ہے۔ کب کھیل کھیل میں معیز سے وہ محبت کرنے لگی تھی وہ خود بھی نہیں جانتی تھی۔ اب رہ رہ کر اس کا ضمیر اسے ملامت کر رہا تھا۔ یہی سب آج اس کے سچ بتانے کی وجہ بنا تھا۔ وہ اتنا بڑا رسک لے کر آج اسے سچ بتانے آئی تھی کہ جو ضمیر پہ بوجھ تھا وہ ہٹ جاتا۔

"دیکھو میری اس میں کوئی غلطی نہیں ہے۔ مجھے مجبور کیا گیا تھا۔ میں تم لوگوں کو بتانا چاہتی تھی لیکن صحیح موقع نہیں مل رہا تھا۔ اس نے مجھے دھمکی دی تھی۔ میری ماں اور بھائی کو مارنے کی دھمکی دی تھی اس نے۔ میری کوئی غلطی نہیں ہے۔۔۔" آنسوؤں کی تیز لکیر اس کے گالوں سے بہتی گردن میں جذب ہو رہی تھی۔ یہ کھیل اتنا خطرناک ہو جائے گا اس نے کبھی نہیں سوچا تھا۔

وہ چپ چاپ اضطراب سے پہلو بدلتا اس کے مزید بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔

"کس نے۔۔ پوری بات بتاؤ مجھے۔۔" اپنی ہوتی ہمت جمع کیے وہ بولا تھا

"وہ۔۔۔معا۔۔۔۔"اس کے الفاظ حلق میں ہی دب کر رہ گئے تھے۔ جسم نے جھٹکا کھایا۔آنکھیں اچانک در آنے والی تکلیف سے پھٹ سے گئی۔خون کے چھینٹے مراد ملک کے چہرے پہ گرے تھے۔مراد نے بے یقین نظروں سے ماہ رخ کے بے جان وجود کو گرنے سے بچایااور تیزی سے پیچھے دیکھالیکن دشمن اپنا کام کر کے بھاگ چکا تھا۔

"ماہ۔۔رخ۔۔۔تم ٹھیک ہو۔۔ہیے۔۔اٹھو۔"اس کی بند ہوتی دھڑکنوں اور آنکھوں کو محسوس کیے وہ چیخا تھا۔۔

"مجھے معاف کردو۔۔میری امی۔۔اور بھائی کا خیال رکھنا پلیز۔۔"وہ درد سے اٹی آواز میں اٹک اٹک کر بول پارہا تھا۔

"مجھے بتاؤ۔کون تھاوہ۔۔کس نے کیایہ سب۔"وہ کپکپاتے لہجے میں چیخا تھا۔لیکن کچھ بولنے کی کوشش میں زبان نے ساتھ نہیں دیا تھا۔کھلی آنکھیں بند ہو



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

گئیں۔اور سچ کا منہ بند کر دیا گیا تھا۔دشمن پھر سے جیت گیا تھا۔اور مراد ملک آج پھر سے بے بسی کی تصویر بنا دیکھتا رہ گیا تھا۔

★★★★★★★

جو آخری ثبوت تھا وہ بھی مٹ گیا تھا کوئی راستہ نظر نہیں آرہا تھا۔ماہ رخ کی موت نے ان دونوں کے دلوں کو خوفزدہ کر دیا تھا اور ساتھ میں ان کے دلوں میں انتقام اور بدلہ لینے کے جنون کو بڑھا دیا تھا۔

مراد ملک نے ماہ رخ کی ماں اور بھائی کی زمہ داری خود پہ اٹھالی تھی۔لیکن بدقسمتی سے اس کی اماں جوان بیٹی کی موت پہ خود بھی روتی اپنی سانسیں ہار گئی تھی اور ارسلان کو مراد کے سہارے چھوڑے اس دنیا سے رخصت ہو گئی۔

مراد نے آخری رسومات کی زمہ داری خود اٹھائی تھی اور ارسلان کو وہ اپنے ساتھ لے آیا تھا۔

www.novelsclubb.com

اس کے لیے ان لوگوں نے ہاسٹل کو چھوڑ کر ایک الگ فلیٹ کرائے پہ لیا تھا۔ شرارتی سالار سلان اپنی آپی اور امی کی موت کے بعد چپ سا ہو گیا تھا۔ مراد اور داران کو اسے دیکھ کر دکھ ہوتا تھا۔ جانتے تھے اس کا دکھ بہت بڑا تھا۔ وہ جان چکے تھے کہ ماہ رخ تو بس ایک مہرہ تھی اصل بساط کسی اور کی بچھائی ہوئی تھی۔ وہ دونوں پوری کوشش کرتے تھے کہ اس کا غم بانٹ سکیں۔ کچھ عرصے بعد انہوں نے اس کی پڑھائی بھی جاری کروادی تھی۔ لیکن معیز کی موت کا دکھ وہ لوگ بھول نہیں پا رہے تھے۔

اتنا تو وہ جانتے تھے جس نے ماہ رخ کو بھی قتل کر دیا تھا وہ کوئی عام انسان نہیں ہو سکتا تھا۔

دلبرداشتہ ہوئے وہ لوگ اپنے آخری سمیسٹر کے ایگزام سے فارغ ہوئے تو پھر سے اس کی یاد ستانے لگی جس کو قسمت نے ان سے بے دردی سے چھین لیا تھا۔ زندگی

کے رنگ ختم ہو گئے تھے۔ کئی بار تھانوں کے چکر بھی لگائے لیکن آگے سے منہ بند کروا کر خالی ہاتھ لوٹا دیا جاتا۔

ان لوگوں کی تکلیف کی ابتدا کا تو سرا تھا مگر اس وقت کسی کو علم نہ تھا کہ دل اور روح کو نوچتی اس تکلیف ناک اذیت کا آخری سرا کہاں ملے گا۔

وقت گزرنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس قیامت خیز واقعے کو چار سال بیت گئے۔

چار سال بعد مراد ملک اس علاقے کا انسپیکٹر بن کر حاضر ہوا تھا۔ مقابلے کے امتحانات میں کامیابی کے بعد اس نے یہ شعبہ چنا تھا جبکہ داران آفندی بھی نامور وکیل کے طور پہ اپنا آپ منوانے لگا تھا۔

میرا نام مراد ملک ہے اور میں اس شہر کا طاقتور اے ایس پی ہوں۔ طاقت اور شہرت میرے مقدر میں ازل سے ابد تک رہنے والی ہے۔

وہ معیز سکندر میرا دوست تھا۔ میرا یار تھا۔ میرا بھائی تھا جس کو آج تک میں امصاف نہیں دلا سکا ہوں۔ قسمت نے مجھے ایسا بے بس کیا ہے کہ میں کچھ نہیں کر سکتا۔۔ میرے ہاتھ بندھے ہیں اور ہاتھ باندھنے والے میرے ملک کے ظالم جابر حکمران ہیں۔

میں جانتا ہوں میرے دوست کی موت کا ذمہ دار وہ "معارج علی خان" ہے جس نے ایک چھوٹی سے لڑائی کو وجہ بنا کر ہم سے ہمارا دوست چھین لیا۔ میں ایس ایس پی "مراد ملک" جس کی دہشت پورے ملک میں چھائی ہے لیکن آج تک وہ اپنے دوست کے قاتلوں کو سزا نہیں دلوا سکا ہے۔

وہ معارج علی خان اور اس کا باپ زاویار علی خان جو اس وقت سیاست کی گدی سے زور پہ ظلم اور بر بریت بر پا کیے ہیں۔ان لوگوں کے خلاف بولنے اور ان جیسے لوگوں کو سزا دینے کے لیے آج تک کیوں کوئی قانون نہیں بن سکا ہے۔

یہاں ظالم کو بے نقاب کرنے سے پہلے ہی ثبوتوں کو مٹا دیا جاتا ہے۔بے گناہوں کو قتل کر دیا جاتا ہے۔اور ان جیسے لوگوں کی پشت پناہی اونچے محلوں میں بیٹھے جاگیر دار کر رہے ہوتے ہیں۔یہاں روز خون کی ہولی کھیلی جاتی ہے اور غریبوں اور بے بس لوگوں کے خون سے خود کے لباس کو رنگا جاتا ہے۔ان جیسے سیاستدانوں کا مطلب ہوتا ہے کہ وہ برابری،انصاف،امن، ترقی،عدل وانصاف اور عوام کی خوشحالی کی بجائے خود کو مد نظر رکھیں۔ان کو زیادہ سے زیادہ سیاسی طاقت، دولت اور اثر رسائی حاصل کرنے کا اہتمام ہوتا ہے جبکہ عوام کی مسائل، جائیداد، روزگاری کی صورتحال اور عوامی سرمایہ کاری سے غافل رہتے ہیں۔

www.novelsclubb.com

ان تین سالوں میں کب کب نہیں میں نے معارج علی خان کے خلاف ثبوت اکٹھے کیے، کئی چشم دید گواہ لیکن ہر بار اسے عدالت میں گھسیٹے جانے سے پہلے اس کا وہ مکار اور شاطر باپ اسے بچا لیتا تھا۔ چیف منسٹر زاویار علی خان اس وقت پنجاب کا سی ایم ہے لیکن اس کے کالے دھندوں کے خلاف آواز اٹھانے والا کوئی نہیں۔۔ کوئی نظام نہیں ہے کیوں کہ یہاں ہر محکمہ اور اور ہر نظام میلہ ہے۔

میں مراد ملک آج قسم کھاتا ہوں کہ جب تک ان لوگوں کو عبرت ناک سزا نہیں دے دیتا جب تک معیز سمیت ان ہزاروں لوگوں کے خون کا بدلہ نہیں لے لیتا موت بھی مجھ پہ حرام ہو گی۔ ان لوگوں کو کڑی دے کڑی سزا دلوانا اب میرا فرض بن چکا ہے اور اے ایس پی مراد ملک کبھی اپنے فرائض میں کوتاہی نہیں کرتا۔

تعلق ہے سیاست سے فقط اتنا

یہاں روز خون کی گنگا بہتی ہے



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کچھ لاشوں کی تجارت کرتے ہیں

کچھ خون کا کاروبار کرتے ہیں

★★★★★★

وہ سن ہوئے تاثرات کے ساتھ اسے سن رہی تھی جبکہ وہ سامنے میز کی سطح پہ ناخنوں کو کھرچتا آندھی کے سے تاثرات لیے آج پھر سے وہی تکلیف محسوس کر رہا تھا جو ہمیشہ اس کے وجود کا حصہ تھی۔خالی خالی نگاہیں ایک ہی جگہ پہ مرکوز تھیں۔اور آنکھوں میں گلابی سی لکیریں جمع ہونے لگی تھیں آرزو کی آنکھوں میں بھی نمی تھی۔اس کی تکلیف کو وہ باخوبی سمجھتی تھی۔کلیجہ کٹ سا گیا تھا۔

"داران کی یہ حالت کیسے ہوئی۔۔؟"اس نے خود کو سنبھالتے ہوئے پھر پوچھا تو اس نے چہرے پہ چھائی تکلیف اور پریشانی ہٹانے کو گہری سانس کھینچی۔


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"اس دن داران اور مجھے معارج علی کے خالف ثبوت ملے تھے۔ غیر قانونی چیزوں اور ڈر گز کی سمگلنگ کے کی خبر بھی ہمارے کسی مخبر نے دی تھی۔ ہم لوگ اپنی ٹین کے ساتھ اس خفیہ جگہ پہ گئے تھے جہاں پہ ان لوگوں نے سامان رکھا ہوا ہوا تھا۔ میں داران کو ساتھ لے کر نہیں جانا چاہتا تھا لیکن اس کی ضد کے آگے میں مجبوراًاُسے بھی ساتھ لے کر گیا۔

اس دن تو ہم نے ریڈ مار کر سارا ان قبضے میں کر لیا لیکن ناجانے کیسے اسے خبر ہو گئ اور وہ اور اس کے ساتھی وہاں سے بھاگ نکلے۔

خیر یہ ہمارے لیے اچھی خبر تھی یہ ہماری پہلی جیت تھی۔اس دن مجھے ایک چٹھی مل تھی۔اس میں لکھا تھا کہ اگر میں نے سارے ثبوت ان لوگوں کے حوالے نہ کیے تو نا صرف وہ میری نوکری ختم کروادیں گے بلکہ داران کو بھی نقصان پہنچائیں گے۔

میں نے داران سے بات کی اور اسے کچھ دن احتیاط برتنے کو کہا۔


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کچھ دن ایسے ہی بے نام خاموشی کے سپرد ہو گئے۔ میں نے ہارنا نہیں سیکھا تھا۔ مجھے اپنی نوکری جانے کا خوف نہیں تھا۔ جان خطرے میں ہو یا دل مجھے اس کی پرواہ نہیں تھی۔

لیکن جب میں تمام ثبوت عدالت میں جمع کروائے اور معارج علی کو پھر سے پیشی کے لیے گھسیٹا گیا۔ میری جانب سے کیس "داران آفندی" لڑ رہا تھا۔ لیکن قسمت نے پھر میرا ساتھ نہیں دیا۔ جج کو خرید لیا گیا تھا۔

وہ لوگ بھوکے شیر کی طرح حملہ کرنے کو تیار بیٹھے تھے۔ اس دن ایک اور اذیت نے میرے کلیجے تک کو نوچ لیا جس کی اذیت آج بھی میرے سینے میں پنجے گاڑے بیٹھی ہے۔

ان لوگوں نے داران کی گاڑی پہ قاتلانہ حملہ کیا تھا۔ تین گولیاں اس کے سینے میں لگی تھیں۔ جان بچ گئی لیکن اس کے دماغ پہ گہرا اثر پڑا تھا۔ دو سال وہ کوما میں رہا لیکن جب ہوش میں واپس لوٹا تو اس کی دماغی حالت نہیں ٹھیک تھی۔


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

ان لوگوں نے ٹھیک کہا تھا۔ان لوگوں نے مجھے مار دیا۔۔مار دیا تھا مجھے۔میرے دل کے ہزاروں ٹکڑے کر دیے کہ پھر سے کھڑا ہونے کی ہمت نہیں بچی مجھ میں۔

ضیاع کی لہر نے میرے پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔جس کا زخم تا عمر رسنے والا تھا۔

★★★★★

وہ چپ ہوا تو لگا کوئی الفاظ نہیں تھے کہنے کو۔اس بات کی تو وہ خود گواہ تھی۔تین ماہ سے وہ اس کا علاج کر رہی تھی۔جب وہ پہلی مرتبہ اس کے پاس لایا گیا تھا تو اس کی حالت نا قابل حد تک خراب تھی۔تھوڑی تھوڑی دیر بعد پینک ہو جانا،چیزیں توڑنا اور چیخنا چلانا،اسے کافی حد تک نارمل کرنے میں ڈاکٹر آرزو کا ہی ہاتھ تھا۔



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اس دن ڈاکٹر آرزو کے پاس کوئی الفاظ نہ تھے کہ وہ اس سامنے بیٹھے ٹوٹے ہارے شخص کو دلاسہ دے دیتی۔

★★★★★

دوپہر ڈھلی تو چاشنی کا ملگجا سا نارنجی سویرا شما کا دامن پکڑے زمیں زادوں پہ اترنے لگا۔ موسم دن بہ دن اسیری کی جانب گامزن تھا۔

فون کی بیل پہ وہ اپنی سوچوں سے نکلا تھا جو اپنے آفس میں بیٹھا کسی گہری سوچ میں گم تھا۔

"ہاں فیروز بولو" وہ اپنی سوچوں سے نکل کر بولا۔

"سر ہم نے معارج علی خان اور زاویار علی خان کی کال لسٹ چیک کروائی ہے ۔آپ کا شک بالکل صحیح تھا وہ لوگ اس ہفتے کو جلسہ ہے جس میں دھماکہ کروانے کی سازش کی گئی ہے تاکہ وہ لوگ عوام کی ہمدردی بٹور سکیں۔اس کے علاوہ کال لسٹ میں ایک اور نمبر بھی موجود ہے جو کمشنر کا نمبر ہے مطلب ہے کہ وہ بھی ان سب میں ملا ہوا ہے۔آگے کا کیا حکم ہے سر۔"اس کی باتیں سن کر اس کی آنکھوں میں عجیب سی چمک اُمڈ آئی۔مطلب اسے جو جو شک تھے اور جو جو ثبوت اس فائل میں تھے جو زاویار علی خان کی بیوی نے اسے دیے تھے وہ بالکل صحیح تھے۔"

"بہت خوب تو کہانی میں وقت ہوا چاہتا ہے ایک نئے دھماکے کا۔ان کو جو پلان کرنا ہے وہ کرنے دو۔ایک پلان ہمارا ہو گا۔تم میرا ایک کام کرو فیروز،میری کمشنر سے میٹنگ طے کر دو۔آج شام میں میں اس سے ملوں گا۔"پراسرار اور سنجیدہ لہجے میں کہتے وہ حکم سناتا فون کال کاٹ چکا تھا۔اور پھر اسی دن اس نے کمشنر سے خفیہ طریقے سے ساری معلومات نکلوالی تھی

www.novelsclubb.com

★★★★★★

"تم سمجھ چکے ہوناں۔، بس یہ کام زیادہ لمبا نہیں ہونا چاہیے۔" زاویار علی خان اس وقت حقارت سے بولتا کسی سے فون پہ مصروف تھا۔ سامنے سے تابعہ داری کا مظاہرہ کیا گیا۔ سامنے سے آتے معارج علی خان کو دیکھ انہوں نے کال کاٹی اور سیدھے ہو کر بیٹھے۔ معارج علی خان ان کے سامنے والے صوفے پہ بیٹھے۔

"کیا ہوا خیریت معارج۔۔" وہ اس کے چہرے کا اضطراب دیکھتے پوچھ بیٹھے۔

"بابا۔ آپ نے اس مراد ملک کا کام ابھی تک تمام نہیں کروایا۔۔ نہ ہی آپ اس کو نوکری سے نکلوا سکے ہیں۔"

www.novelsclubb.com

وہ شدید طیش میں مبتلا تھا چہرہ حقارت کی وجہ سے سرخ پڑا تھا۔

"کیاں اب کیا کر دیا ہے اس پولیس والے نے۔۔" وہ بیزاریت سے بولے۔

"کیا کر دیا ہے۔۔ یہ پوچھیں کہ کیا نہیں کیا۔ وہ دن بہ دن ہمارے سارے ٹھکانے تباہ کرتا جا رہا ہے۔۔ ہمارے سارے دھندے اس نے چوپٹ کر دیئے ہیں۔ اور تو

اور اب وہ آپ کے خلاف بھی شکنجہ کسنے کی تیاری میں ہے۔ لیکن آپ نا جانے کس انتظار میں ہیں۔" وہ غصے سے پھٹ رہا تھا۔

"ٹینشن نہیں لو برخودار۔۔ ان جیسی چیونٹیوں کو مسلنا مجھے خوب آتا ہے۔ یاد تو ہوگا کہ اس داران آفندی کا کیا حشر کیا تھا۔ یہ بھی زیادہ دن ٹکنے نہیں والا۔ الیکشن ہونے دو۔ اس سے پہلے کوئی بھی سکینڈل مول نہیں لے سکتا میں۔" مکاری اور سفاکی اس کے چہرے سے عیاں تھی۔ دونوں فرعونیت کے درجے پہ بیٹھے مستقبل کے پلان بنا رہے تھے لیکن اس بار قسمت نے کچھ اور فیصلے کر رکھے تھے۔

★★★★★★

www.novelsclubb.com

رات دس بجے کا وقت تھا اور ہر طرف وہشت کا بسیرا تھا۔ یہ ایک بڑا سا خفیہ گودام تھا۔ جہاں پہ کافی لوگ پہرا دینے میں مصروف دکھائی دے رہے تھے۔

"یہ آج اتنی سیکیورٹی ٹف کیوں ہیں یہاں پہ۔" دو لوگ میں سے ایک غنڈہ ساتھی سے پوچھنے لگا۔

"صاجب نے حکم دیا ہے۔" بلیک ماسک چڑھائے دوسرے ساتھی نے ارد گراد نظر دوڑاتے جواب دیا۔

"لیکن صاحب خود کہاں ہیں۔؟" پہلا والا پھر سے بولا۔

"وہ نہیں ہے یہاں پہ۔۔جب سے گوداموں میں چھاپے پڑنے شروع ہوئے ہیں۔وہ سالہ پولیس انسپیکٹر گلے کی ہڈی بن کر رہ گیا ہے۔۔اس کی وجہ سے آئے روز شامت آئی رہتی ہے۔اب چپ کر اور کام پہ دھیان دے۔" وہ اسے ڈانٹ کر چپ کرواچکا تھا۔اسی وقت مال سے لدا ایک اور ٹرک آکر رکا تھا۔

ابھی ان میں سے کوئی بھی ٹرک کی جانب بڑھتا کہ ایک دھماکے کے ساتھ ٹرک جل کر راکھ ہو گیا۔ہر طرف افراتفری مچ گئی۔ تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ گودام میں ایک اور دھماکہ ہوا اور ہر سو آگ پھیل گئی۔تب ہی پولیس کی ریڈ پڑی تھی اور ایک ایک کر کے تمام غنڈوں کو گرفتار کر کے ان کے ابدی ٹھکانے پہ لے جایا چکا تھا۔

★★★★★★

وہ جلدی جلدی ریش ڈرائیونگ کرتا ہوا گھر میں داخل ہوا تھا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اسے خوشگوار حیرت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ سامنے ہی ڈاکٹر آرزو کے ساتھ بیٹھا داران آفندی معمول کے برعکس صاف ستھرے قمیض شلوار میں بیٹھا مسکرا کر باتیں کر رہا تھا۔ ابھی تھوڑی دیر پہلے ہی آرزو کی کال آئی تھی جس میں اس سے اس کے ٹھیک ہونے کا بتایا تھا۔ یہ سب ان تین ماہ کی ٹریٹمنٹ کا اثر تھا کہ آج وہ اس طرح خوش باش بیٹھا اس کے سامنے تھے۔ اس سے بڑھ کا خوشی کیا ہو گی! کچھ دن سے ہی اس کی حالت مجب بہت سدھار دیکھنے کو مل رہا تھا اور آج اسے یوں دیکھ کر اس کا دل خوشی سے بھر گیا

www.novelsclubb.com

آنکھیں نم ہوئیں تھیں۔ وہیں داران نے اسے دہلیز پہ کھڑے دیکھ کر اٹھا تھا۔ آرزو مسکراتے ہوئے انہیں دیکھ رہی تھی۔ مراد چلتے ہوئے آگے آیا۔ دونوں آمنے سامنے کھڑے تھے۔

"داران۔۔۔" "تم ٹھیک ہو گئے ہو ناں۔۔ تم ٹھیک ہو ناں داران" وہ بے یقین سی نم آنکھیں لیے پوچھ رہا تھا۔ داران کچھ نہ بولا بس آگے بڑھ کر اسے مراد کے گلے لگ گیا۔

مراد نے بھی خوشی سے اسے خود میں بھینچ لیا۔ آرزو مسکرائی تھی۔ کتنے عرصے بعد خوشی نصیب ہوئی تھی۔ آرزو نم آنکھوں سے مسکرائی۔

"تھینک یو ڈاکٹر۔۔۔" مراد نے ڈاکٹر آرزو سے کہا تھا جو کب سے اس کو چہرے کر دیکھ رہی تھی۔ اس کی بات پہ صرف سر ہلا سکی۔ ایک حسرت بھری نظر وہ اس کے چہرے پہ ڈال کر رہ گئی۔ یہ شاندار انسان صرف اس کی سوچوں اور دل میں مقید تھا۔ جس کی خواہش وہ زبان پہ نہیں لا سکتی تھی۔

www.novelsclubb.com

★★★★★★

مراد نے تمام ثبوت اکٹھے کر لیے تھے۔اس بار وہ ظالم کی رسی ہر طرف سے تنگ کرنا چاہتا تھا۔ تمام ثبوت، تمام ریکارڈنگز، سارے کالے دھندوں کے کاغذات وہ خود میڈیا پہ دے کر اس زاوایار علی اور معارج علی کو سزا دلوانا چاہتا تھا۔

اگلے سوموار کو جلسہ تھا اور وہ جلسہ سے پہلے ہی تمام ثبوت دے کر یہ سارا رچایا کھیل ختم کرنا چاہتا تھا۔ یہ بھرپور ہفتہ اس نے داران کے ساتھ گزارا تھا۔اس نے داران کو ان دو سال کی ہر سچویشن سے آگاہ کیا تھا۔اب پھر سے داران آفندی بھی قدم بہ قدم اس کے ساتھ تھا۔

کل جلسے کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور زاویار علی خان کو معلوم ہو چکا تھا کہ مراد ملک ضرور کچھ بڑا کرنے والا ہے۔ لیکن انہوں نے ایک بڑی سازش رچی تھی۔ایک ایسی قیامت برپا ہونی تھی جس سے مراد ملک لاعلم تھا۔

"کام ہو گیا ہے ناں سارا۔۔مجھے کسی بھی حالت میں وہ کل جلسہ پہ نہیں چاہیے۔۔"حقارت سے ڈوبی آواز فون کے پار ابھری تھی۔

"اس کے ہاتھ سارے ثبوت لگ چکے ہیں۔۔۔وہ کسی بھی حال میں میڈیا تک نہیں پہنچنے چاہیے۔خباثت بھری آواز ابھری۔

آپ فکر نہیں کریں۔۔۔کام ہو جائے گا۔"دوسری جانب سے آواز ابھری تھی۔ایک پلان وہ لوگ تیار کر چکے تھے اور ایک پلان اوپر والے کا تھا۔

★★★★★★

تیز ترین روشنی نے اسے آنکھیں کھولنے پہ مجبور کیا تھا۔وہ جسے کرسی پہ رسیوں سے باندھا گیا تھا۔سر میں اٹھتے تیز درد کے باعث وہ ہلنے سے قاصر تھا۔بامشکل آنکھیں وا کیں مگر تیز روشنی کے باعث پھر سے آنکھیں بند ہوئی تھیں۔پھر سے


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

کوشش کر کے آنکھیں کھول کر سر اوپر اٹھایا لیکن پھر درد سے جبڑے بھینچ گیا کیونکہ اس کے بال کسی درندے کی گرفت میں تھا۔اس کے بال دبوچ کر سر اوپر اٹھایا تو چیرے پہ خباثت اور فتح درج کیے معارج علی خان اس کی بے بسی پہ تمسخر اڑاتا محسوس ہوا۔

"بڑا محافظ بنا پھر رہا تھا قوم کا۔۔بہت شوق ہے ناں اونچی اڑان اڑنے کا۔دوسروں کے معاملات میں ٹانگ اڑانے کا۔۔اب بتا کیا کرے گا؟۔۔کہا بھی تھا کہ ہم سے پنگا لے کر تو نے اپنی موت کو للکارا ہے۔۔۔" بے ڈھنگے قہقہے لگاتا وہ شیطان صفت کہیں سے بھی کوئی مہذب انسان نہیں لگ رہا تھا۔باپ کی طاقت اور پیسے کا غرور سر چڑھ کر بول رہا تھا۔آج صبح جب وہ پولیس اسٹیشن کے لیے نکلا تھا تب اس کی جیپ پہ نامعلوم افراد نے فائرنگ کر دی اور اس کے ساتھی تین کانسٹیبلز کو ہلاک کر اسے بھی زخمی کیا۔وہ لوگ تعداد میں زیادہ تھے اسی لیے اس پہ قابو پا گئے۔اب ناجانے کتنے گھنٹے بیت چکے تھے جب وہ اسے جسمانی ٹارچر دے رہے تھے۔

www.novelsclubb.com

"تیری اور تیرے اس کمینے حرام خور باپ کی موت تو طے ہے۔اور کون جیتے گا کون ہارے گا اس کا فیصلہ وقت کرے گا۔ابھی سے اپنی خود ساختہ جیت کی خوشی مت منا۔افسوس ہوتا ہے تجھ جیسے نالی کے کیڑے پہ جو ابھی تک ختم نہیں ہو سکا ہے۔۔لیکن دیکھ اپنی شکل کی طرف جہاں دھتکار اور لعنت درج ہے۔ تجھ جیسے گند کو دفن کرنا ہی میرا مقصد ہے تا کہ اس گند سے باقی لوگ محفوظ رہیں۔"

ایک آتش سی تھی جو اس کے اندر کو دہکا گئی تھی۔تو وہ طیش میں آتا اس کے چہرے پہ وار کر گیا۔

"بہت اکڑ رہا ہے ناں اس وردی کے غرور میں۔۔ تیرا وہ دوست۔۔ کیا نام تھا بھلا۔۔۔معیز۔!!!اس نے بھی ایسی ہی اکڑ دکھائی تھی۔بولا تھا اسے مت پڑ میرے معاملے میں لیکن نہیں اسے تو عظیم بننا تھا اپنے دوستوں کے لیے۔سالا!!مجھے مارنے چلا تھا۔لیکن بچارا۔۔۔بے موت مارا گیا۔۔ہاہاہاہاہا۔۔۔"

نحوست سے قہقہہ لگاتا وہ اپنے منہ کا زہر اگل رہا تھا اور مراد ملک کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔

"یہی تیری اوقات ہے کمینے۔۔۔ تجھ جیسا درندے سے کوئی بھی توقع کی جا سکتی ہے۔ جن گناہوں سے تیرے ہاتھ رنگے ہیں ناں، انکی سزا تیری موت ہی ہے" وہ غیظ وہ غضب سے بول رہا تھا۔

"چل دیکھتے ہیں۔۔ کوئی ثبوت تو عدالت میں پیش کر کر کے تو دکھا پہلے پھر بات کرنا۔۔ تجھ جیسے بہت آئے بہت گئے۔۔ ہاہاہا۔ اب بتا کیا ہے تری آخری خواہش۔۔۔ یہ معارج تیری خواہش ضرور پوری کرے گا۔۔" اپنے اندر کی غلاظت وہ مراد کے زخمی وجود پہ انڈیلتا مسلسل قہقہہ لگا رہا تھا۔ جبکہ مراد زخمی انداز میں مسکرایا تھا۔

"تجھے سزا دلوائے بغیر اس دنیا سے نہیں جانے والا میں۔ بہت ساری حدیں پار کی ہیں تو نے۔ اب ان کی سزا کا وقت ہوا چاہتا ہے۔" درد کو برداشت کرنے کی آخری حد پہ کھڑا وہ آج بھی نڈر تھا۔ اتنے تشدد کے باعث زخموں سے خون رس رہا تھا۔ شرٹ لہو ہان تھی۔ چہرے اور پیشانی پہ بھی خون پھیلا تھا۔

جبکہ وہ غلیظ انسان اب پستول نکال کر اس کے سر پہ تان چکا تھا۔ وہ بے خوفی سے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال رہا تھا۔

"تو مجھے مر بھی دے گا ناں تو مجھے کوئی افسوس یا کوئی ملال نہیں رہ جائے کیونکہ میں مطمئن ہوں کہ تیرے جیسے ملک کے دشمنوں کو اس زمین سے پاک کر جا رہا ہوں" اس کی آواز میں کچھ تو تھا کہ وہ چونک گیا۔

"کیا کیا ہے تو نے۔۔ کدھر ہیں سارے ثبوت۔" وہ طیش میں دھاڑا تھا اور مسلسل اس کے چہرے پہ مکے برسا رہا تھا۔

"ہاہاہا۔۔۔ٹی وی دیکھ اور دیکھ اپنی اور اپنے باپ کی بربادی۔۔۔اب تم لوگوں کا وقت ختم ہوا چاہتا ہے۔۔"وہ مسکرا کر اس کے وجود کو زلزلے کی ضد میں چھوڑ گیا۔وہ ٹھٹکا۔

اس وقت اس کا خاص آدمی بھاگتا ہوا آیا تھا۔

"سر باہر پولیس کی ریڈ پڑی ہے۔۔سر زاویار علی کو بھی پولیس نے پکڑ لیا ہے پولیس آپ کو بھی ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی ہے۔۔ چلیں یہاں سے"وہ بوکھلائے ہوئے انداز میں بولا تھا تو معارج کا دماغ ایک منٹ کے لیے سن ہو گیا۔مراد نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

"یہ تو نے اچھا نہیں کیا مراد ملک۔۔"پستول اس کے سینے پہ تانتے اس نے گولی چلائی تھی جو ایک شعلے کی طرح اس کے سینے میں اتر گئی تھی۔ جسم نے جھٹکا کھایا تھا۔


NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

اسے ویسے ہی چھوڑ کر وہ لوگ پچھلے راستے سے بھاگنے لگے جب داران آفندی کے ہمراہ پولیس اہلکاروں نے سب کو حراست میں لیا تھا۔داران زخمی مراد کے پاس پہنچا جو زندگی اور موت کے دوراہے پہ اپنی آنکھیں بند کر رہا تھا۔

"مراد۔۔۔یار۔۔آنکھیں بند مت کرنا۔۔۔مجھے اب اکیلا مت کرنا یار۔۔۔"وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ کر چلایا تھا۔

"میں نے معیز کو انصاف دلایا داران۔۔میں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔"وہ ڈوبتی سانسوں کے بیچ اٹک اٹک کر بول رہا تھا۔مراد ملک نے اپنا کہا سچ کر دکھایا تھا۔جو کھیل دشمنوں نے کھیلا تھا اس کا خاتمہ کر دیا گیا تھا۔

مراد نے کل ہی تمام ثبوت داران کے حوالے کر دیئے تھے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ دشمن اس کے راستے میں رکاوٹ ضرور بنیں گے۔یہ بھی کہا تھا کہ اگر اسے کچھ ہو جاتا ہے تو وہ سارے ثبوت میڈیا اور عدالت میں پیش کر دیں۔لیکن شاید حق اور سچ کے اس کھیل میں وہ اپنی سانسیں ہار گیا تھا۔

سچ یہ ہے ہمیشہ خوش کن انجام نہیں ہوتا ہے۔ ہر شاعر شاعری نہیں کرتا،

ہر ولن ہارا نہیں ہے

اور وہ لوگ جن سے آپ محبت کرتے ہیں۔

ہمیشہ آپ سے پیار نہیں کریں گے۔

لیکن

جب تک آپ قلم پکڑتے ہیں

www.novelsclubb.com

جب تک تم ہیرو ہو،

جب تک تم پیار کرو

بغیر کسی ہچکچاہٹ،

ایک موقع ہے! ایک موقع ہے!



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

★★★★★★

"مراد"

وہ گم سم سا بالکونی میں کھڑا تاحد نگاہ پھیلی شام کو دیکھنے میں گم تھا۔ عقب سے کسی نے پکارا تو مڑا تھا۔ سامنے ہی آرزو کافی کے دو مگ تھامے کھڑی تھی۔

"کافی۔" ایک کافی کا مگ اس کی جانب بڑھاتے دوسرا لیے اس کے ساتھ آکر کھڑی ہو گئی۔

"تم ٹھیک ہو" دھیمے لہجے میں پوچھا۔

"ہمم بالکل ٹھیک" مسکرا کر اعتراف کیا گیا۔ وہ مسکرائی۔

"اداس لگ رہے ہو۔" وہ تو اس کے چہرے کے ہر رنگ سے واقف تھی۔

"نہیں اداس نہیں ہوں۔ تم جیسی دوست اور بیوی کے ہوتے ہوئے کوئی غم چھو کر نہیں گزر سکتا۔ تھینک یو سو مچ۔۔۔" آرزو نے پلکیں جھکائیں۔ ایسی تعریف میں ہمیشہ کنجوسی سے کام لیتا تھا لیکن شاید آج جناب کا موڈ اچھا تھا۔

"معیز کی یاد آرہی ہے۔" وہ نرمی سے اس کے بازو پہ ہاتھ رکھ کر بولی تو مراد کے چہرے پہ تکلیف اُمڈی۔ پھر سامنے دیکھنے لگا۔

"وہ تو ہمیشہ یاد آتا ہے آرزو۔" دل سے اقرار کیا۔

"اپنے دل سے یہ گلٹ نکال دو مراد۔ معیز نے اس اطراہ تم سے ناراض نہیں تھا۔ تمہارا اس سب میں کوئی قصور نہیں ہے۔" وہ اس کے دل کو سکون پہنچارہی تھی۔ وہی لہجہ جو اس کی شخصیت کا خاصہ تھا۔

"ہمم۔۔داران کہاں ہے۔۔" وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولا اور اسے اپنے ساتھ لگا لیا۔ اب دونوں ڈوبتے سورج کی خوبصورتی دیکھ رہے تھے۔



NOVELSCLUBB@GMAIL.COM
WWW.NOVELSCLUBB.COM

"ہیڑں ننگ تھی کوئی۔ کہتارات تک آجاؤں گا۔اب اس کی شادی کا بھی کوئی انتظام کرو۔ کب تک کنوارا رہے گا۔اور ارسلان کی بھی کال آئی تھی۔ان گرمیوں کی چھٹیوں میں ہاسٹل سے آرہا ہے۔ کہہ رہا تھاان چھٹیوں میں وہ بہت تنگ کرنے والا ہے۔اور فرمائش کی ہے کہ مراد بھائی کو کہیے گا میرے لیے آئی فون منگوا کر رکھیں۔۔اس بار ٹالنے سے کام نہیں چلے گا۔۔۔"وہ مسلسل بول رہی تھی اور مراد مسکراتے ہوئے اس کے چہرے پہ نظریں جمائے اسے سن رہا تھا جس نے اس کی زندگی میں آکر تمام اندھیروں کو اجالوں میں بدل دیا تھا۔۔تو وہیں مراد کی زندگی کو بہتر کرنے کا سبب بنی۔اس کی زندگی ایک مدار میں آچکی تھی۔وہ سب اب ایک ساتھ تھے،ان لمحات میں ایک بھرپور دن جیا جاتا ایک دوسرے کی موجودگی ہی ان لوگوں کی زندگی میں دوشنی ہی امید جیسا تھا۔

وہیں مراد ملک کو ملک دشمنوں کے خلاف آواز اٹھانے کے اعزاز میں ایونٹ رکھا گیا تھا۔ آئی جی پہلے ہی مراد ملک کی قابلیت کے دلدادہ تو تھے ہی مگر اس مشن کے بعد وہ ان کی ہر امید پہ اترتا نظر آرہا تھا۔ تمام بڑے بڑے افسران کی موجودگی میں اسے فائینلی ڈی آئی جی کا عہدہ دے دیا گیا تھا۔ ساتھ میں اس نے عہد لیا تھا کہ اپنی پوری سروس میں وہ ملکی بقاء اور سلامتی سے جڑے تمام فرائض نبھائیں گا۔ اس کے برعکس معارج علی خان اور زاویار علی خان کی عہدے سے نااہلی اور سزا پھانسی کی صورت تھی۔ مختصر یہ تھا کہ اب خوشیاں بارش میں بنتے بلبے کی سی تھیں عمر میں قلیل لیکن ان کا سکون طویل تر۔!!!!

www.novelsclubb.com

بے خودی کی ہے سیاست کا رنگ

دلوں کو توڑتی ہے سیاست کی جنگ

کلاموں کا جادو، جذبات کی راہ

سیاست کا سفر، کھلے ہوئے دل کی تلاش

حریمِ سیاست میں بستے ہیں حقوق

جنگیں چھڑیں تو بجتے ہیں روحوں کے دھوک

مصالحتوں کی بیکاری، میثاقوں کا دھواں

سیاست کا بزرگ، کھودتا ہے زمینوں کو خواں

دل سیاست کے شکنجے میں بے چین

آوازوں کا دماغ، حقائق کا گھیرا

سیاست کے سفر پہ روشنی کا امیدوار

www.novelsclubb.com

غلامی کے زنجیر میں آزادی کا اعتبار

یہ سیاست کی دنیا، ہمیں بہکا رہی ہے

حقیقتوں کو دھوپ کی چادر میں چھپا رہی ہے

لیکن ہم آزاد روحوں کی آواز ہیں

سیاست کی لہروں پہ، حق کی سواز ہیں.

ختم شد!

www.novelsclubb.com